شرح حدیثِ لولاک

(تصنیفِ لطیف)

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ رحمۃ اللہ

www.faizahmedowaisi.com

ابتدائیہ

اِسلام و سنیّت کی حفاظت و صیانت کا فَریضَہ علماء و مشائخِ کرام صدیوں سے انجام دیتے آرہے ہیں۔ درس و تدریس، وعظ و تقریر سے زیادہ محفوظ اور مضبوط طریقہ قلم و قرطاس کو بروئے عمل لانا ہے۔ آج ہم نے قرآن و حدیث، فقہ اور دیگر تمام علوم و فنون کو جو آگے بڑھایا ہے اِس کا صرف اور صرف یہی سبب ہے کہ اسلاف ضبطِ تحریر میں لائے، کتابیں لکھیں، تصانیف کو ترقی دی، تفاسیر واحادیث اور فتاویٰ کے ساتھ ساتھ کتبِ درسیہ کو وجود بخشا اور زمانہ آج تک انہیں سے فیض یاب ہو رہا ہے اور علماء کرام آگے تقسیم کرتے جارہے ہیں۔ واعظین و مقررین اور مدرسین حضرات جو اِس دارِ فانی سے راہی بقاء ہو چکے ہیں اُن کے لئے آج کوئی بھی دُعا کرنے والا نہ ملے مگر ''مصنفین'' جنہوں نے قلمی خدمات انجام دیتے ہوئے تصانیف کو بطورِ یادگار چھوڑا' اُن کے لئے تدریس کے وقت آغاز اور انتہا میں معلمین (تعلیم دینے والے) و متعلمین (تعلیم پانے والے) ایصالِ ثواب کرتے ہوئے اُن کی مغفرت اور ترقی درجات کے لئے تسلسل سے دُعا مانگتے چلے آرہے ہیں۔ ایسے ہی خوش قسمت حضرات میں حضرت الحاج، الحافظ، القاری، مولانا ابو صالح محمد فیض احمد اُویسی قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کا اسمِ گرامی نظر آتا ہے جنہوں نے جہاد بالقلم کو اوّلیت دی گو آپ جملہ اوصافِ تبلیغ (وعظ و تذکیر اور درس و تدریس، رشد و ہدایت اور مناظرہ) سے مُتَّصِف (صاحبِ صفت) تھے۔ اِس کے ساتھ ساتھ آپ نے تقریباً تین ہزار کے قریب کتب تصنیف فرمائیں جن میں سے اکثر شائع ہو کر دُنیا اِسلام کو مستفیض کر رہی ہیں۔ آپ نے ہر فن اور ہر موضوع پر کتابیں لکھی ہیں، ترجمے کئے ہیں، حَواشی (شرح یا حوالے جو کسی کتاب کے متن سے باہر یا الگ لکھے جائیں) لکھے ہیں، تاحیات یہ سلسلہ چلتا رہا۔

عشق رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دولتِ عظمیٰ سے مالا مال تھے تقریباً ہر سال ماہِ صیام میں عمرہ شریف کرتے ہوئے مدینہ طیبہ بارگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں باریابی (رسائی) کی سعادت حاصل کرتے ہوئے مسجد نبوی شریف میں اعتکاف فرماتے رہے۔ متعدد بار حج و زیارات کا شرف حاصل کیا۔ اپنوں کے لئے نہایت شفیق اور رقیق القلب مگر شاتمانِ انبیاء و اولیاء کے لئے شہاب ثاقب تھے۔

زیر نظر کتاب ''شرح حدیث لولاک'' جیسا کہ نام سے ظاہر ہے آپ کی نہایت گراں قَدر (بہترین) تصنیف ہے جو عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر شاہد و عادل کا درجہ رکھتی ہے۔ عاشقانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سکونِ قلب، تقویت ایمان اور معترضین (اعتراض کرنے والے) کیلئے رشد و ہدایت کا سامان ہے اگر حاصل کرنا چاہیں۔

دُعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت کی مرقد انور پر لاتعداد رحمتیں نازل فرمائے۔ (اٰمین ثم اٰمین)۔

بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و علی آلہٖ وصحبہ و بارک وسلم

فقط: محمد منشا تابش قصوری (مدرس جامعہ رضویہ لاہور)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ مَالِکِ الۡاَمۡلَاکِ خَالِقِ الۡاَرۡضِ وَالۡاَفۡلَاکِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

عَلَی النَّبِیِّ صَاحِبِ لَوۡلَاکَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَجۡمَعِیۡن

امابعد! حضور نبی پاک، شہ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عشق ومحبت اُمتی پر فرض ہے، یہی اسلام ہے، یہی ایمان ہے، کیونکہ اِسلام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ادا کا نام ہے اور ایمان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان۔

یہی راسخ عقیدہ انگریز کو چبھتا ہے۔اس کی روزِاوّل سے یہی کوشش ہے کہ مسلمانوں کے دلوں سے عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مٹادے یا کم از کم گڑبڑ ضرور ہو۔اُس نے مسلمانوں میں ہی پارٹیاں کھڑی کر دیں، جن کا کام ہے کہ وہ احادیث جو رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات کی دلیل ہیں، انہیں بلا دھڑک کہہ دیں موضوع، ضعیف چنانچہ حدیث ''لولاک'' بھی اِسی زد میں ہے۔ فقیر اِس کتاب میں بفضلہ تعالیٰ ثابت کر دکھلائے گا کہ حدیث صحیح ہے، اگر بعض محدثین نے اسے موضوع وضعیف کہا ہے تو اس کی بھی وجہ ہے اور وہ نہ صرف اس حدیث کیلئے، بلکہ اُن کی اِصطلاح میں یہ اکثر احادیث کے ساتھ ہوتا رہتا ہے۔اِس کے علاوہ مختصر وضاحت اور سوالات وجوابات بھی لکھے ہیں۔اِس کا نام ''شرح حدیث لولاک'' رکھا ہے۔

۰۵/جمادی الثانی، ۱۴۱۱ھ

بہاولپور پاکستان

☆.....☆.....☆

مقدمہ

اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا قدس سرہ نے اِسی موضوع پر ایک رسالہ تحریر فرمایا۔نیز ''تجلی الیقین، ص۳۳ تا ص۴۰'' میں چند روایات جمع فرمائی ہیں، جن علماء ومحدثین کی تصانیف سے انہوں نے حدیث لولاک تحریر فرمائی ہے۔اُن کے اسماء یہ ہیں: (۱) حاکم (۲) بیھقی (۳) طبرانی (۴) اجری (۵) ابونعیم (۶) ابن امیر الحاج فی الحلیہ (۷) السبکی فی شفاء السقام (۸) سراج البلقینی فی الفتاویٰ (۹) العلامہ ابن الحجر افضل القریٰ (۱۰) دیلمی (۱۱) امام قسطلانی ''مواہب لدنیہ'' (۱۲) رسالہ میلاد (۱۳) امام علامہ ابن طفریک (۱۴) ابن

المنذر(۱۵)ابن الجوزی(۱۶)ابن عساکر(۱۷)ابوالشیخ فی الاصفھا نین(۱۸)ابن السبع(۱۹)الغزنی (۲۰)ملا علی قاری (۲۱)صغانی۔[1]

یہ تمام محدثین وہ ہیں جن کی تصانیف پر علم حدیث زندہ ہے تو جس طرح ہم ان کی دیگر مروجہ(رائج)احادیث کو مانتے ہیں ایسے ہی ان کی روایت کردہ حدیث لولاک بھی مان لیں لیکن میں سمجھتا ہوں جن کو ''میں نہ مانوں''کا''لاعلاج مرض'' ہے وہ بجائے ماننے کے چونکہ چنانچہ کہہ کر نہ ماننے کا شور مچائیں گے اِس کی مجھے فکر نہیں کیونکہ اُن کا نہ ماننا بھی قرآن کا معجزہ ہے جن کے متعلق فرمایا گیا ہے: فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا۔(پ۱،رکوع۲)(البقرۃ: 10)

ترجمہ:اُن کے دلوں میں مرض ہے'تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی بیماری اور بڑھادی ہے۔

مجھے تو اُن کو سمجھانا ہے'جو احادیث کے ضعیف کے چکر میں پھنس کر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

فہرست کتب اسلامیہ جن میں حدیث لولاک مندرج ہیں۔

۱)جواھر البحار للنبھانی قدس سرہ مطبوع مصر ص ۱۹۰ج ۲.ص ۱۰۷ج ۳ص ۳۴۳ج ۲و ص ۱۹۴ج ۲و ص۱۳۷ج ۴و ص ۳۲۵ج ۳و ص۲۳۵ج ۳و ص ۳۷ج ۳ص ۹۱ج ۲و ص ۴۱۲۔۴۰۷ج ۲و ص ۲۹ج ۳و ص ۲۰۰ج ۲و ص ۳۲ج ۴و ص ۳۲ج ۴و ص ۴۲ج ۱و ص ۲۰۶ج ۱و ص ۲۵۲ج ۱و ص ۲۳۱ج ۴و ص ۲۸۸ج ۱و ص ۲۴۷ج ۱و ص ۱۴۴ج ۴و ص ۳۷۲ج ۳و ص ۱۷۲ج ۴و ص ۵۲۔ ۶۱ج ۳و ص ۲۴۶۔ ۶۹۲ج ۲و ص ۲۸۱ج ۱و ص ۱۹۰ج ۲و ص ۱۰ج ۲۔[2]

۲)کشف الغمہ للشعرانی قدس سرہ ص ۲۳ج ۲۔

۳)مطالع المسرات للفاسی قدس سرہ ۲۶۴۔[3]

۴)مدارج النبوت للشیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ ص ۱۱۶ج ۱۔[4]

۵)خصائص کبریٰ للسیوطی قدس سرہ ص ۷ج ۱۔و ص ۲۹۳ج ۲ص ۲۸۱ج ۱۔[5]

۶)مواہب لدنیہ للقسطلانی شارح بخاری قدس سرہٗ ص ۱۰ج ۲۔[6]

۷)زرقانی شرح مواہب لدنیہ للامام الزرقانی ص۶۳ج ۱۔و ص ۲۴۲ج ۵و ص ۶۲۔ ۴۴ج ۱۔و ص ۳۲ج ۶۔[7]

---

(1)فتاوی رضویه , رساله تجلی الیقین بأن نبینا سید المرسلین, 185/30 195 , ناشر رضا فاونڈیشن , رجب 1426 ھ اگست 2005ء.

(2)جواهر البحار في فضائل النبي المختار , ومن جواهر الشيخ إسماعيل حقي , 313/2 , دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

(3)مطالع المسرات , رقم الصفحة 272 , دار الكتب العلمية بيروت.

(4)مدارج النبوت , باب اول در ذکر نسب شریف و حمل و ولادت و رضاع آنحضرت ﷺ , 3/2 , منشی نول کشور لکھنؤ , 1904.

(5)الخصائص الكبرى , باب كلامه صلى الله عليه وسلم لله عز وجل عند سدرة المنتهى , 330/2 , دار الكتب العلمية بيروت.

(6)المواهب اللدنية بالمنح المحمدية , تشريف الله تعالى له صلى الله عليه وسلم , 54/1 , المكتبة التوفيقية , القاهرة مصر.

(7)شرح الزرقاني على المواهب اللدنية , 86/1 , دار الكتب العلمية , الطبعة الأولى , 1417ھ1996م.

۸)اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ للشیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۴۶۶ ج ۴۔

۹)شفاء شریف للقاضی عیاض قدس سرہٗ۔[8]

۱۰)نسیم الریاض شرح شفاء /للخفاجی الحنفی۔

۱۱)شرح شفا للملّا علی القاری رحمہ اللہ الباری۔[9]

۱۲)ابریز شریف ص۳۲۰ ج۔

۱۳)تفسیر روح البیان للحقی الحنفی قدس سرہ تحت آیۃ ''اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ص ۸۱ ج ۲ و آیۃ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْن''ص۱۷، ج ۲، ص ۸۳۹، ج ۳ اور زیر آیت ''یَاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ'' پ ۲۸، ص ۲۶۷، ج ۶، و تحت آیۃ ''اَنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰت.....الخالبقرہ''(پ ۲، رکوع ۳)۔[10]

۱۴)مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ۔ ص ۲۳۰۔ ۲۳۲ ج ۳۔

۱۵)موضوعات کبیر للملا علی قاری قدس سرہ ص ۶۸۔[11]

۱۶)مجموع الاربعین ص ۸۷۷۔

۱۷)شرح قصیدہ بردہ للبیجوری قدس سرہ ص ۲۶۔

۱۸)صحائف السلوک حضرت چراغ دہلوی قدس سرہ۔ ص ۱۰۵۔

۱۹)شفاء السقام للسبکی قدس سرہ۔ ص ۱۲۳۔

۲۰)غیاث اللغات لمولانا غیاث الدین رام پوری مرحوم۔ ۳۸۸۔

۲۱)فیوض الحرمین حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ص ۵۶۔

۲۲)مولد النبوی از ابن کثیر ص ۱۶۔

۲۳)الاتحاف السنیہ فی الاحادیث القدسیہ ص ۸۷۔

۲۴)شرح زلیخا و تحفہ مولانا گھلوی شارح کتب کثیرہ ص ۱۷۔

۲۵)درِّ یکتا از مولانا حافظ نذیر رامپوری مرحوم۔

۲۶)التشرف فی مہمات التصوف تھانوی اشرف علی۔

---

(8)الشفا بتعريف حقوق المصطفى مع حاشية الشمني, 174/1, دار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع, 1409ھ 1988م.

(9)شرح الشفا للملا علي القاري, خطبة الكتاب, 13/1, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى, 1421ھ.

(10)روح البيان, سورة النور, تحت الآية 35, 154/6, سورة الأنبياء, تحت الآية 107, 529/5, دار الفكر بيروت.

(11)الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة, 295/1, رقم الحديث 385, دار الأمانة/ مؤسسة الرسالة بيروت.

۲۷)معارج النبوۃ للکاشفی۔

۲۸)نزھۃ المجالس للصفوری ص ۱۱۹ ج ۲۔[12]

۲۹)اللآلی المصنوعہ للسیوطی۔[13]

۳۰)تفسیر الدر المنثور ایضاً۔[14]

۳۱)تفسیر روح المعانی اللآلوسی ص۵۱ ج ۱۔[15]

۳۲)فضائل زکریا للسھارنپوری ص۱۱۔

۳۳)تبلیغی نصاب ایضاً ص۵۸۹۔

۳۴)شواھد الحق للنبھانی ص۱۳۷۔

۳۵)۔الانوار المحمدیہ للنبھانی ص۱۰۹۔

۳۶)۔بیان المیلاد النبوی لابن الجوزی۔

۳۷)۔طبرانی شریف ص۸۳،۸۲ ج ۲۔[16]

۳۸)۔تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز ص۱۸۳۔

۳۹)۔افضل الصلوٰت للنبھانی ص ۱۱۷۔

۴۰)۔قصیدہ بردہ شریف للامام البوصیری رحمہ اللہ۔[17]

۴۱)۔طیب الوردہ لذوالفقار علی دیوبندی۔

۴۲)۔عطر الوردہ۔

۴۳)۔تجلی الیقین للامام اعلی حضرت شاہ احمد رضا قدس سرہٗ۔[18]

۴۴)۔اِنسانُ العیون۔[19]

---

(12)نزهة المجالس ومنتخب النفائس , باب مولد المصطفى وحبيب الله المجتبى, 74/2 , المطبعه الكاستلية مصر , 1283ه.

(13)اللآلىء المصنوعة في الأحاديث الموضوعة , كتاب المناقب , 249/1 , دار الكتب العلمية بيروت , الطبعة الأولى , 1417ه 1996م.

(14)الدر المنثور في التفسير بالمأثور , سورة البقرة , تحت الآية 37 , 142/1 , دار الفكر بيروت.

(15)روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني , سورة الفاتحة , 54/1 , دار الكتب العلمية بيروت , الطبعة الأولى , 1415ه.

(16)المعجم الصغير للطبراني , باب الميم , من اسمه محمد , 182/2 , رقم الحديث 992 , المكتب الإسلامي دار عمار بيروت عمان , الطبعة الأولى , 1405 1985.

(17)قصيدة البردة مع شرحها عصيدة الشهدة , رقم الصفحة 117 , مكتبة المدينة كراتشي باكستان , الطبعة الأولى , 1434ه 2013م.

(18)فتاوى رضويه , رساله تجلى اليقين بان نبينا سيد المرسلين, 185/30 195 , ناشر رضا فاونڈيشن , رجب 1426ھ اگست 2005ء.

(19)إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون , باب ما جاء من أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أحبار اليهود إلخ , 317/1 , دار الكتب العلمية بيروت , الطبعة الثانية , 1427ه.

۴۵)۔الآثار المرفوعہ عبدالحی لکھنوی ص۳۵۔[20]

۴۶)۔آفتابِ نبوت قاری محمد طیب دیوبندی ص ۱۲۵، ۱۲۴۔

۴۷)۔مکتب نامہ وحید الزمان ص۲۱۔

۴۸)۔قصیدہ نعمانیہ للامام ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۴۹)۔بوستانِ شیخ سعدی قدس سرہ۔

۵۰)۔دیوان سواطع لالھام بخاری احراری کانگرسی (مولوی عطاء اللہ)۔

۵۱)۔شبستان ظفر علی ایڈیٹر زمیندار اخبار (لاہور)۔

۵۲)۔حدائق بخشش/امام اہلسنت شاہ احمد رضا بریلوی۔

۵۳)۔المضوع فی احادیث الموضوع، للقاری۔[21]

۵۴)۔البدایہ والنہایہ لابن کثیر۔[22]

۵۵)۔الجوہر المنظم لابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۵۶)۔تحفۃ الاحرار جامی رحمہ اللہ۔

۵۷)۔الشہاب الثاقب حسین احمد مدنی دیوبندی کانگرسی ص۴۷۔[23]

۵۸)۔الاتحاف السنیہ فی الاحادیث القدسیہ۔

۵۹)۔غیاث اللغات ۳۸۸۔

۶۰)۔صحائف السلوک چراغ دہلوی قدس سرہ۔

۶۱)۔فتوحاتِ مکیہ از ابن عربی۔

۶۲)۔ہفت روزہ لولاک۔

۶۳)۔نشر الطیب تھانوی۔ ص۱۱۔

---

(20)الآثار المرفوعة في الاخبار الموضوعة , ذكر بعض القصص المشهورة , 43/1 , 44 , مكتبة الشرق الجديد بغداد.

(21)المصنوع في معرفة الحديث الموضوع , حرف اللام , رقم الصفحة 150 , رقم الحديث 255 , مؤسسة الرسالة بيروت , الطبعة الثانية , 1398 ه.

(22)البداية والنهاية , باب ما ورد في خلق آدم عليه السلام , 81/1 , قصة عمرو بن مرة الجهني , 322/2 , القول فيما أعطي إدريس عليه السلام , 284/6 , دار الفكر , 1407 ه 1986 م.

(23)الشهاب الثاقب , صفحه 47 , ناشر كتب خانه اعزازيه ديوبند.

نوٹ: فقیر اِسی شمار تک نمبر شمار کو ختم کرتا ہے ورنہ اگر بالاِستیعاب (پوری تفصیل کے ساتھ) اِسلامیہ کتب مؤلفہ سے اسماء جمع کئے جائیں تو ہزاروں تک گنتی ہو گی اور یہ تطویل لاطائل ہے، حق قبول کرنے والے کے لیے اتنا کافی ہے، ورنہ اندھے کے آگے چراغ۔

دعوتِ غور وفکر: مذکورہ بالا تصانیف و مؤلفین اور حدیث لولاک جن کا نام سن کر منکرین کی گردن جھک جاتی ہے اُن کے ایک ایک فرد کے سامنے منکرین کے بڑے بڑے ستون خود کو طفل مکتب کہلوانے کو شرماتے ہیں لیکن ضد کی بیماری صرف لاعلاج نہیں، بلکہ ان کی بدقسمتی سمجھ لیجئے کہ انکار ہی انکار کرتے چلے جارہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ معذور بھی ہیں کہ ان سے پہلے سورج کو پاؤں پلٹتے دیکھا، چاند پھٹتے دیکھا، لیکن جادو کی رٹ لگاتے رہے، آج بھی انہیں دلائل کے انبار لگادو تب بھی پلٹا کھا کر کہیں گے یہ روایت موضوع یا کم از کم ضعیف ہے۔ تو سمجھ لیجئے کہ حدیث ضعیف نہیں اُن کا اپنا ایمان ضعیف ہے۔ بلکہ یقین مانئے اُن کے ایمان کی جڑیں ہی جل گئی ہیں۔

حدیث لولاک صحیح ھے: فقیر ثابت کرے گا کہ حدیث لولاک صحیح ہے ہاں جن کے قلوب عشق مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہ صرف محروم بلکہ انہیں عشق مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شرک نظر آتا ہے۔ انہیں چند اَسناد (حوالے) سے دھوکہ لگا ہے یا اُن کا غلط سہارا لے کر اس کے صحیح اسناد و دیگر قواعد احادیث سے دھوکہ دیا ہے اس دھوکہ کی تصدیق مطلوب ہو تو پھر منکرین حدیث کی تصانیف پڑھ لیجئے کہ اُن کی نگاہوں میں روایات صحیحہ کسی نہ کسی سند اور طریقہ اور محدثین کے مختلف شرائط پر حدیث موضوع یا ضعیف ثابت ہو جائے گی اور یہ قاعدہ منکرین حدیث نے اِن قسمت کے ماروں سے سیکھا ہے کہ انہوں نے صرف کمالاتِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہاتھ صاف کیا بلکہ انہوں نے جملہ احکامِ اِسلام پر ہاتھ مارا۔

قواعد الحدیث الشریف فی الصحیح والموضوع والضعیف: بفضلہ تعالیٰ حدیث لولاک صحیح ہے اگرچہ لِغَیرِہٖ (دوسرے کے لئے) ہے لیکن موضوع ہے نہ ضعیف اگر ہوتی بھی تب بھی معنیٰ صحیح ہے اگر اس کا کوئی اور اعتبار بھی نہ ہوتا تب بھی صاحب کمالات امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمال کا ذکر ہے اِسی لیے یہاں سند کا سوال کمالاتِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اندھے کو سوجھتا ہے ورنہ عشاق تو کہہ اُٹھتے ہیں:

والا تری آنچہ من گوئیمت — یعنی آپ اس سے بھی وراء ہیں، جو میں نے کہا ہے۔

لیکن افسوس تو یہ ہے کہ کالجوں، سکولوں کے پڑھنے والے ڈاکٹر، پروفیسر، ماسٹر، وکیل، شانِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہاتھ صاف کرنے لگ گئے ہیں۔ عوام اُن کے لمبے چوڑے القاب سے مرعوب ہو کر اُن کی باتوں کو وزنی سمجھنے لگ گئے ہیں، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اُن میں سے اکثر چونکہ اُصولِ اسلام و قواعد دین وضوابط شرع سے بالکل کورے ہیں اِسی لیے ہمارے نزدیک (بایں ہمہ) جاہل بلکہ پرلے درجے کے غبی اور جب شانِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بکواس کرتے ہیں تو پکے احمق اور پاگلوں کے باپ ہیں۔ اگر وہ واقعی دینِ اسلام کے احکام و مسائل، بالخصوص شانِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مرویہ روایات پر طبع آزمائی کا شوق رکھتے ہیں تو فقیر کے مندرجہ ذیل قواعد وضوابط کا مطالعہ فرمائیں۔ اُصولِ حدیث کی اصولی کتب سامنے رکھیں خصوصیت سے حدیث "لولاک" اور "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِی" اور "کُنْتُ نَبِیًّا" وغیرہ کے لیے مندرجہ ذیل قواعد بہت ہی مفید ثابت ہوں گے۔ (اِن شاء اللّٰہ)۔

نمبر شمار	قاعدہ	مثال

۱	حدیث کا صحیح نہ ہونا اُس کے احسن ہونے کے بھی منافی نہیں۔ یعنی حدیث صحیح ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ غلط ہے۔	امام ترمذی اکثر صحیح ترمذی میں فرماتے ہیں "لا یصح فی هذا الباب"[24]
۲	احادیث کے مراتب اور اُن کے احکام جدا جدا۔	
۳	حدیث کے صحیح نہ ہونے اور موضوع نہ ہونے میں بڑا فرق ہے۔	صحیح نہ ہو گی تو حسن ہو گی لیکن موضوع بالکل گری ہوئی ہے۔
۴	حدیث میں جہالت راوی سے حدیث پر کیا اثر پڑتا ہے لیکن وہ موضوع نہیں ہو جاتی۔	مسلم شریف میں مجہول راوی کی روایات ہیں۔
۵	راوی مجہول کے اقسام اور اُن کے احکام جدا جدا۔	تفصیل کتبِ اُصول میں ہے۔
۶	محدثین کے نزدیک حدیث منقطع موضوع نہیں ہو جاتی۔	رکوع تسبیح والی روایات۔
۷	محدثین کے نزدیک حدیث مضطرب بلکہ منکر بلکہ مدرج بھی موضوع نہیں۔	روایات ایمان ابوین مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم[25]
۸	محدثین کے نزدیک جس حدیث میں راوی بالکل مبہم ہو وہ بھی موضوع نہیں۔	"اضافة ثناؤک" نماز کی ثناء میں۔
۹	تعدد طرق سے مبہم کا جبر نقصان ہوتا ہے۔	"اطلبو الخیر من جمال الوجوه"۔[26]
۱۰	حدیث مبہم دوسری حدیث کی مُقوّی (قوت دینے والی) ہو سکتی ہے۔	"دعا لا مته عشیته عرفته بالمغفرة"۔
۱۱	محدثین کے نزدیک ضعف راویات کے باعث حدیث کو موضوع کہنا جہالت ہے۔	اِبنِ تیمیہ وغیرہ کا دھوکہ۔[27]

---

24) اس باب میں کوئی حدیث صحیح نہیں حالانکہ اسی باب کی روایات پر ہوتا ہے، جیسے وضو کے بعد کپڑے، رومال وغیرہ سے اعضاء پونچھنا مستحب ہے لیکن محدثین نے اُن کے لیے کہہ دیا کہ "لا یصح فی هذا الباب ..... الخ" ثابت ہوا کہ صحیح نہیں اُن کی ایک اصطلاح ہے۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ وہ روایت غلط ہے ۱۲۔ یہی وجہ ہے کہ بعض احکام واجب، بعض سنت مؤکدہ، بعض غیر مؤکدہ، بعض مستحب وغیرہ وغیرہ ۱۲۔ اُویسی غفرلہٗ

25) ان روایات کی تحقیق و تفصیل فقیر کی کتاب "ابوین مصطفی ﷺ" میں ہے۔ اُویسی غفرلہٗ

26) حسین چہروں سے بھلائی طلب کرو اور شانِ رسالت ولایت کی اکثر روایات اسی قاعدہ کے گرد گھومتی ہیں، ہم ایسی روایات کو صحیح یعنی حسن مانتے ہیں۔ وہابی، دیوبندی کسی ایک ضعیف کا سہارا لیکر عوام کو دھوکہ دیتے ہیں ۲۱۔ اُویسی غفرلہٗ

27) ابن تیمیہ وابن الجوزی اور دیگر وہ عجلت باز محدثین جنہوں نے خواہ مخواہ ضعیف روایات کو موضوعات میں شامل کر دیا ۱۲۔ اُویسی غفرلہٗ

۱۲	محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ راوی غافل کہ حدیث میں دوسرے کی تلقین قبول کرے اس کی حدیث بھی موضوع نہیں۔	کتب احادیث میں اس کی مثالیں بکثرت ہیں۔
۱۳	اسباب طعن دس ہیں اور ان کی ترتیب کے مطابق کے باوجود حدیث موضوع نہیں۔	اسباب طعن: (۱)کذب (۲)تہمت (۳)کثرت (۴)غلط (۵)فسق (۶)وہم (۷)مخالفت ثقات (۸)جہالت (۹)بدعت (۱۰)سوءِ حفظ۔
۱۴	منکر الحدیث کی حدیث بھی موضوع نہیں اگرچہ یہ جرح امام اجل محمد اسماعیل بخاری نے کی ہو۔	یہ قاعدہ نہایت اہم ہے اس لیے کہ وہابی دیوبندی وغیرہ کسی بھی روایت میں کسی ایک محدث کا قول دکھا دیتے ہیں کہ فلاں محدث نے اس روایت کو منکر کہا ہے لہٰذا نا قابل قبول ہے، ہم کہیں گے کہ کیا ہوا اگر امام بخاری بھی کہہ دیں کہ یہ حدیث منکر ہے تب بھی ہم اسے موضوع کا حکم نہیں لگا سکتے۔
۱۵	امام بخاری فرماتے ہیں میں جسے منکر الحدیث کہوں اُس سے روایت کرنا حلال نہیں۔	امام بخاری کتنے بلند پایہ ہیں لیکن ان کے کہنے کے باوجود ہم اس روایت کو موضوع نہ کہیں گے۔
۱۶	راوی متروک کہ سب سے بدتر درجہ ضعف میں ہے اس کی حدیث بھی موضوع نہیں۔	حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا"ان اللہ عزوجل قرأطہ ویٰسین قَبْلَ اَنْ یَخْلُقَ اٰدَمَ الخ"اللہ نے تخلیق آدم سے پہلے طہٰ ویٰسین (سورتیں) پڑھیں۔
۱۷	موضوعیت کیونکر ثابت ہوئی اس کی پندرہ وجوہ ہیں۔	۱)قرآن کے خلاف ۲)متواتر حدیث کے خلاف ۳)اجماع کے خلاف ۴)عقل صریح کے خلاف ۵)حسن صحیح کے خلاف ۶)تاریخ یقینی کے خلاف ۷)حدیث موضوع کا خود ایسا قبیح و وسیع ہونا ۸)جماعت معتمدہ کی متواتر خبر کے خلاف ۹)اگر وہ واقع ہوتی تو مشہور ہوتی ۱۰)حقیر فعل کی مدح ۱۱)قرائن (قاعدے) سے معلوم ہوا کہ راوی نے طمع ولالچ سے روایت گھڑی ۱۲)کتب اِسلامیہ میں اس روایت کا پتہ نہ چلے ۱۳)واضع خود وضع کا اقرار کرے۔

۱۸	''تفرد کذاب یا تفر بینھم'' کے باعث حکم وضع میں علماء کے تین قول۔	امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایسی مرویہ حدیث بھی موضوع نہیں۔
۱۹	محدثین کا بارہا موضوع یا ضعیف کہنا صرف ایک سند خاص کے لحاظ سے ہوتا ہے نہ کہ اصل حدیث کے لحاظ سے۔	امام احمد نے فرمایا کہ طلب العلم فریضة موضوع ہے اس کا مطلب محدثین نے یہی بتایا کہ ایک سند موضوع ہے اور دوسری سندات سے صحیح ہے یہ قاعدہ اور مثال ذہن میں رہے فضائل و کمالات نبی علیہ السلام اور صحابہ واہل بیت بیانات کریں اور روافض اور وہابیہ خوارج ونواصب کو رگڑیں۔
۲۰	تعدّد طرق سے ضعیف حدیث قوت پاتی بلکہ حسن ہو جاتی ہے۔	وہ اختلافی روایات جن میں وہابی، شیعہ ہمارے ساتھ اختلاف رکھتے ہیں مثلا ابوین مصطفی وحدیث لولاک وحدیث ''اَوَّلَ مَاخَلَقَ اللّٰہ نُوْرِی'' اور انگوٹھے چومنا وغیرہ وغیرہ اور ۲۱ فضائل صدیق وفاروق و عثمان وعلی المرتضی و دیگر صحابہ واہلبیت اسی قاعدہ کے گرد گھومتے ہیں اگر محقق سنی توجہ سے کام لے تو ان شاءاللہ تعالیٰ اس قاعدہ سے دشمن کو چنے چبوادے گا۔
۲۱	حدیث مجہول وحدیث مبہم بھی متعدد طُرق سے حسن ہو جاتی ہیں۔	ان قواعد سابقہ پر غور فرمایئے یہاں صرف اثبات ہے، وہاں وضع کی نفی تھی۔
۲۲	حصول قوت صرف دو سندوں سے آنا کافی ہے۔	
۲۳	محدثین کے نزدیک اہل علم کے عمل کر لینے سے ضعیف قوی ہو جاتی ہے۔	یہ قاعدہ بھی دشمنان صحابہ واہلبیت اور گستاخان نبوت کے لیے زہر قاتل ہے اس لیے کہ ہمارے بریلوی مسلک کی تائید وتوثیق خیر القرون سے لے کر ہر زمانہ کے اسلاف رضی اللہ عنہم سے ہوتی ہے جیسا کہ امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف گواہ ہیں بخلاف مخالفین کے کہ وہ اپنی مارتے ہیں بلکہ اُن کے امام اسماعیل دہلوی نے کہا کہ خدا کے سوا کسی کو نہ مان۔ ''تقویۃ الایمان''۔
۲۴	عقائد میں احادیث صحاح بھی کافی نہیں۔	اِسی لیے ہم ہر اُس بے ایمان کو مرتد وخارج از اسلام کہتے ہیں جو مخصوص قطعیہ کے خلاف ہے نہ کہ اخبار احاد کا۔

۲۵	فضائل و مناقبہ میں بالاجماع حدیث ضعیف کافی ہے۔	اس قاعدہ پر ہمارے اکثر مسائل مستحبہ کا دار و مدار ہے لیکن دیوبندی، وہابی اجماع کو نہ مانے تو۔[28]
۲۶	فضائلِ اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل مستحب ہے ثبوت استحباب کو حدیث ضعیف کافی ہے۔	یہی قاعدہ انگوٹھے چومنے و دیگر فقہی مسائل مستحبہ کا اصل ہے۔

۲۷	نیک نیت ضائع نہیں جاتی اسی لیے۔	حضور نبی علیہ السلام کے بارے میں ہر مسلمان کی نیت صالح ہے ہاں وہابی، دیوبندی کی نیت بد ہے تو بے شک۔
۲۸	عقل بھی گواہی دے کہ اسی جگہ حدیث ضعیف مقبول ہے۔	الحمدللہ ہماری عقل قربان ہم تو عشق کے بندے ہیں عقل قربان کرتے ہیں بہ پیش مصطفے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ''وَلٰكِنَّ الْوَهَابِيَّةَ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُوْنَ''۔ بلکہ مجھے تو یقین ہے کہ ان کی نیت بد ہے کیونکہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمال کی کوئی حدیث پڑھو تو فوراً کہہ دیں گے کہ ضعیف ہے، موضوع ہے، اگر کوئی حدیث صحیح ہو بھی تو ایسی غلط تاویل کریں گے کہ سن کر شرمائیں یہود۔
۲۹	تصحیح و تضعیف صرف بنظر ظاہر ہے واقع ہیں ممکن ہے کہ ضعیف صحیح ہو بالعکس۔[29]	
۳۰	احادیث اولیائے کرام کے متعلق محدثین کے نہ پہچاننے سے حدیثوں کو کوئی ضرر نہیں۔[30]	
۳۱	حدیث ضعیف بعض احکام میں مقبول ہے۔	

---

28) لیکن دیوبندیوں نے قسم کھا رکھی ہے کہ جن روایات کو نبوت سے تعلق ہے انہیں خواہ مخواہ ضعیف قرار دے کر عمل نہیں کرنا بلکہ اوروں کو بھی روکنا۔ اسی طرح ان کے بڑے بھائی غیر مقلدین نے بھی مطلقاً حدیث ضعیف پر عمل کرنا بلکہ گناہ سمجھ رکھا ہے اور ان دونوں کی اس گندی عادت کو دیکھ کر دیگر فرقے منکرین حدیث (چکڑالوی پرویزی اور نیچری) پیدا ہوئے۔ دوبارہ فضائل سورۂ آیات قرآنیہ ۱۲۔ اُویسی غفرلہٗ

29) یعنی جنہیں محدثین اپنی تحقیق سے صحیح و ضعیف کہہ دیں ضروری نہیں کہ اسی طرح ہوں، بلکہ برعکس بھی ہو سکتا ہے، مثلاً فتاویٰ حدیثیہ والحادی للفتاویٰ و روح المعاث وغیرہ میں ہے کہ ایک محدث نے قال رسول الله .....الخ پڑھ کر حدیث سنائی تو ایک مجذوب (ولی کامل) نے ٹوکا کہ وہ دیکھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، یہ میری حدیث نہیں، محدث نے دیکھا تو حجاب اُٹھ گئے اور واقعی خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔ ایسی ہی برعکس ''نسیم الریاض'' میں ایک محدث نے حدیث ضعیف سمجھ کر ناخن بدھ کے دن ترشوائے تو برص کی بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ بارگاہِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض گزار تو فرمان ہوا میری حدیث اور ضعیف تجھے اس تحقیر سے سزا ملی۔ اُویسی غفرلہٗ

30) انہیں کشفی روایات کہا جاتا ہے مثلاً حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شب معراج کاندھا پیش کرنا (تفریح الخاطر) امام غزالی رحمہ اللہ کا مکالمہ بموسیٰ علیہ السلام (روح البیان و شمائم امدادیہ) وغیرہ اولیاء کرام کی روایات کشفیہ کے منکرین، وہابیہ، دیوبندیہ کی دال نہیں گلتی، اگرچہ ہزاروں بار آنسو بہائیں۔ اس پر مستقل تصانیف اسلاف موجود ہیں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کی دُرِّ ثمین بھی کشفی روایات ہیں، امام جلال الدین سیوطی اور دوسرے اسلاف رحمۃ اللہ علیہم کے واقعات شاہد ہیں۔ فقیر کی کتاب ''زیارتِ رسول ﷺ کا نظارہ''۔

۳۲	مُتَّہَم بالکذب[31] کی حدیث فضائل میں مقبول ہے جیسے کلبی کی حدیث سیَر (حالاتِ زندگی) میں سنی جاتی ہے۔
۳۳	کتب موضوعات میں کسی حدیث کا ذکر مُستَلزِم (لازمی) ضعف و موضوعیت نہیں۔
۳۴	اگر کتب احادیث کا اصلاً پتہ نہ ہوتا ہم بعض کلمات علماء میں بلا سند مذکور ہونا ہی کافی ہے۔
۳۵	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کبھی بے سند احادیث سے استناد کرتے۔
۳۶	حدیث موضوع بھی ہو تب بھی فعل کی ممانعت لازم نہیں۔
۳۷	اعمالِ مشائخ بھی (یعنی اوراد و وظائف) محتاج سند نہیں۔
۳۸	تفرد کذاب راوی بھی مستلزم موضوعیت نہیں۔
۳۹	مجہول العین راوی محققین کے نزدیک مطلقاً مقبول ہے۔
۴۰	وضع یا ضعف کبھی بلحاظ سند خاص ہوتا ہے نہ بلحاظ اصل حدیث۔ ملخص مع اضافات الحاد الکاف امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ۔

الدر المرصوع فی الحدیث الموضوع: بفضلہ تعالیٰ حدیث لولاک صحیح لغیرہٖ یعنی حسن متنلاً اور صحیح معنیً ہے اسے موضوع کہنے والے کل قیامت میں اِن شاء اللہ منکرین حدیث بلکہ منافقین اعدائے دین کے ساتھ مُلحَق (جُڑے) ہوں گے، لیکن متلاشیانِ حق (حق ڈھونڈنے والوں) کو راستہ بتانا ہمارا فرض ہے، اس لیے گزارش ہے کہ موضوع حدیث بھی مطلقاً مردود نہیں بلکہ اس کے بھی شرائط ہیں چند ایک گزشتہ اوراق میں عرض کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن فضائل میں قابلِ قبول ہے بالخصوص جب اس کی تائید بھی مل جائے، چنانچہ مولوی اسماعیل دہلوی صاحب "تقویۃ الایمان" نے اپنے رسالہ "اُصولِ فقہ" (عربی) مطبوعہ مجتبائی دہلی میں اِس قاعدہ کو تسلیم کیا ہے۔

صاحب روح البیان کی تحقیق: صاحبِ "روح البیان" رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس فقیر کو ان احادیث مبارکہ کے متعلق تقریر ذیل الہام سا ہوا کہ احادیث مذکورہ عند اللہ یا تو صحیح ہیں یا ضعیف۔

دربارہ احادیث موضوعہ یا جھوٹی اور وضعی (موضوع) اگر عند اللہ وہ صحیح ہوں تو پھر اُن پر عمل کرنے میں ثواب ہی ثواب اگر ضعیف ہوں تب بھی اُن پر عمل کرنے میں حرج نہیں، اس لیے کہ تمام محدثین کا اتفاق ہے[32] کہ:

أن الحديث الضعيف يجوز العمل به في الترغيب والترهيب فقط كما في الأذكار للنووي وإنسان العيون لعلي بن برهان الدين الحلبي والأسرار المحمدية لابن فخر الدين الرومي وغيرها۔[33] (روح البیان، سورۃ التوبۃ)

---

[31] وہ الفاظ جن کے ذریعے علمائے نے راوی پر جھوٹ بولنے کا الزام لگایا جیسے: متہم بالکذب: جھوٹ میں وہ متہم ہے۔ اتہموہ: اسے علماء نے متہم کہا ہے۔ یسرق الحدیث: وہ حدیث چوری کرتا ہے۔ یا ساقط الحدیث، متروک، لیس بشقۃ وغیرہ۔ (ن اُویسی)

[32] لیکن ایسے بندگانِ خدا عالمِ دُنیا میں "کالعنقأ" ہیں البتہ مکر و فریب کے جال پھیلانے والے لاتعداد "لاتحصٰی" ہیں جیسے قادیانی نے کیا اور اُس کے چیلے چانٹوں نے۔ اُویسی غفرلہٗ

(33) روح البیان, سورۃ التوبۃ, تحت الآیۃ 129, 548/3, دار الفکر بیروت.

اگر وہ موضوع ہیں تو اس کے متعلق ایک حکایت سے اندازہ کیجئے کہ اس پر عمل کر لیا جائے تو نیت نیک ہو تو ثواب کی امید کی جا سکتی ہے۔

چنانچہ ''امام حاکم'' وغیرہ لکھتے ہیں کہ ایک مرد زاہد عابد تھا لیکن احادیث موضوعہ در بارہ فضائل قرآن وفضائل سورۃ القرآن کے وضع کرنے کا بھی اُستاد تھا کسی نے اُسے کہا کہ تم کیوں احادیث وضع کرتے ہو یہ تو گناہ ہے اس نے جواب دیا چونکہ لوگ قرآن مجید کی تعلیم اور اس کی تلاوت سے دور ہوتے جا رہے ہیں اس لیے میرا ارادہ ہوا کہ ان کے متعلق انہیں احادیث پڑھ کر قرآن مجید پڑھنے کی ترغیب و ترہیب دوں اگرچہ وضعی سہی (شکل وصورت مانی ہوئی)۔ اسے کہا گیا یہ تو حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کے سراسر خلاف ہے۔

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ [34] (صحيح البخاری، كتاب العلم)

یعنی جس نے مجھ پر بہتان تراشا اُسے چاہئے وہ اپنا گھر جہنم میں بنائے۔

فائدہ: اگرچہ یہ جملہ خبریہ ہے لیکن در حقیقت اس میں نہی شدید اور سخت وعید ہے یعنی جو شخص بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی حدیث کی نسبت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس شخص کا گھر جہنم میں بنائے گا۔

اُس زاہد عابد نے اِس حدیث شریف کا جواب دیا کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ اور بہتان تھوڑا تراشتا ہوں میں تو اُن کے دین کا فائدہ کرتا ہوں۔ ''من كذب عليه'' پر وعید شدید ہے میں تو ''كذب لهٗ'' کا مصداق ہوں۔ گویا اُس زاہد عابد نے حدیث مذکور کی تاویل کرتے ہوئے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ وضعی حدیثیں بیان کرنا حرام ہیں جو اسلام کے قواعد اور شریعت واحکام کے فساد کا موجب ہوں اور میرا عمل اُلٹا دین اور شریعت کے احکام کے فائدہ کے لیے ہے بلکہ اُن کی اتباع کی ترغیب ہے اور طریقہ پر چلنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ [35]

جائز جھوٹ بولنے کا قاعدہ: حضرت شیخ عزالدین بن عبد السلام قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ گفتگو مقاصد کے حصول کا وسیلہ ہے لیکن ہر اچھے مقصود کو سچ اور جھوٹ سے حاصل کیا جا سکتا ہے مگر اس کے حصول کا وسیلہ ہے بولنا حرام اور اشد حرام ہے ہاں اگر سوائے جھوٹ بولنے کے اس کا حصول ناممکن ہو تو ایسے مقام پر جھوٹ بولنا مباح ہے۔ [36]

مسئلہ: اگر وہ مقصد مباح ہو تو اُس کے لیے جھوٹ بولنا مباح، اگر واجب تو واجب یہ وہی قَاعِدَہ کُلِّیَّہ (عام اصول) ہے جسے شیخ سعدی قدس سرہ نے یوں ادا فرمایا:

''خرد منداں گفته اند دروغ مصلحت آمیز به ازراست فتنه انگیز''

اور حضرت لطیفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

دروغیکه جان ددلت خوش کند　　به ازراستی کان مشوش کند

---

(34) صحيح البخاري, كتاب العلم, باب إثم من كذب على النبي صلى الله عليه وسلم, 33/1, رقم الحديث 110, دار طوق النجاة, الطبعة الأولى, 1422ه.

(35) روح البيان, سورة التوبة, تحت الآية 129, 548/3, دار الفكر بيروت.

(36) روح البيان, سورة التوبة, تحت الآية 129, 548/3, دار الفكر بيروت.

وہ جھوٹ جو تیری جان اور دل کو خوش کرے اُس سچ سے بہتر ہے جو تجھے پریشان کرے۔

انتباہ: احادیث موضوعہ میں اِنسان کے لیے ضروری نہیں کہ اُن پر خواہ مخواہ عمل کرے اگر اسے ناقلین (نقل کرنے والے) روایت جو بہت بڑے اکابر محدثین سے ہوتے ہیں بالخصوص جلیل القدر تفاسیر میں مندرج ہوتی ہیں پر حسن ظن ہو کہ یہ حضرات جب اپنی تصانیف میں عام کلمہ بڑی سوچ بچار سے تحریر فرماتے ہیں تو روایت حدیث میں کس طرح تساہل (غفلت) کرتے۔ اس اعتبار سے ایسی احادیث موضوعہ پر عمل کرلے تو کوئی حرج نہیں اگر صرف بعض محدثین کے کہنے پر کہ یہ احادیث موضوعہ ہیں عمل نہ کرے اور ان احادیث کے بتائے ہوئے بہت بڑے فوائد و منافع سے محروم ہو جائے تو اُس کی اپنی مرضی صاحبِ ''روح البیان'' رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اِرشارات و کنایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اِن احادیث پر عمل کر لینا چاہیے۔

قاعدہ حدیثیہ: بہت سی روایات پر عام محدثین کا اتفاق ہو جاتا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے حالانکہ در حقیقت وہ حدیث صحیح نہیں ہوتی اُن کی کسی روایت کی صحت پر اتفاق کر لینے سے وہ حدیث صحیح نہیں بن جاتی اِس لیے کہ انسان خطاء (غلطی) و نسیان (بھول، چوک) سے مرکب ہے۔ اس روایت و دیگر جمیع احوال کا صحیح علم اللہ جل جلالہ کو ہوتا ہے۔

شیخ اکبر قدس سرہٗ کی تقریر: حضرت شیخ اکبر قدس سرہ الاکبر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے کلام سنتے ہیں جو حدیث کے حکم کے صریح خلاف (صاف انکار) ہوتا ہے جسے عوام سمجھتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے کا اجتہاد ہے اُس کا اجتہاد مبنی بر خطاء ہے لیکن اُس بندۂ خدا کو وہ حدیث شریف بذریعہ کشف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاصل نہیں ہوئی۔ اگرچہ اس کا حکم انہیں معلوم تھا لیکن وہ بندہ خدا بہت بڑے مرتبہ کا مالک ہے اِس لیے وہ راویانِ حدیث پر اعتبار نہیں کرتا۔ اِس معنے پر کہ وہ راوی اگرچہ بہت بڑے عادل اور (ثقہ) سہی لیکن (سہو و نسیان) سے بری نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ (مبداء) (تاویلات و تحریفات) سے معصوم مانے جاتے ہیں لیکن وہ بندۂ خدا مشاہدہ سے اپنی بات پر محکم و مضبوط ہوتا ہے فلہذا اس کی بات اس کے نزدیک وزنی ہوتی ہے اسی طرح اس کے ماننے والوں اور اس کی روایت پر عمل کرنے والوں کو ملامت نہیں کی جاسکتی اگرچہ وہ محدثین کے نزدیک حدیث موضوع قرار پائے گی اور شرعی احکام کا تَرَتُّب (سلیقہ) بھی انہی پر ہوگا۔ ان کشفی احادیث پر مسائل و احکام ترتب نہیں ہو سکے گا لیکن ان پر اعتراض کرنا بیجا ہے۔[37]

باب اول: (قرآن مجید)

(۱) خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا ۔ (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۲۹)

ترجمہ: جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین ہے۔

(۲) الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ ۔ (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۲۲)

ترجمہ: جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو عمارت بنایا۔

---

(37) روح البیان، سورۃ التوبۃ، تحت الآیۃ 129، 548/3، دار الفکر بیروت.

(۳) وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ۔(پارہ۲۵، سورۃ الجاثیۃ، آیت ۱۳)

ترجمہ: اور تمہارے لیے کام میں لگائے جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں اپنے حکم سے۔

فائدہ: اس قسم کی درجنوں آیات ہیں جن میں واضح ہے کہ

یہ سب جہان تیرے لیے اور تو خدا کے واسطے

اس میں شبہ ہی کیا ہے جب کہ وہ غنی ذات جس کی شان ہے۔

كَانَ اللّٰهُ وَلَا شَيْءَ مَعَهُ، وَهُوَ الْآنَ عَلَى مَا عَلَيْهِ كَانَ[38] (البحر المدید، تفسیر سورہ البقرہ آیت ۲۸، جلد اول، صفحہ ۳۲)

یعنی اللہ تعالی تھا اُس کے ساتھ کچھ نہ تھا اور وہ اب بھی اسی طرح ہے جیسے تھا۔

اس سے اہل فہم پر روشن ہے کہ انسان اشرف المخلوقات کے لیے کل کائنات بمنزلہ خادم کے ہے۔ اگر مطلقاً کہہ دیا جائے ہم نہ ہوتے تو یہ نہ ہوتے تو ان نصوص قطعیہ (قطعی قرآنی دلیل) کے عین مطابق ہے لیکن افسوس اس غبی (کم عقل) برادری پر کہ مذکورہ بالا جملہ سے تو خوش ہیں لیکن ان سب کے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کہا جائے لولاک.....الخ۔

وہ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا　　وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا

وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو　　جان ہیں وہ جہاں کی

جان ہے تو جہاں ہے

تو کیوں ناک بھوں چڑھاتے ہیں پھر کیوں نہ کہا جائے کہ یہ وہی ہیں۔

قاعدہ: قرآن مجید کا اصول ہے کہ ادنی کی تصریح کے بعد اعلی کا ذکر اہل فہم کے لیے چھوڑ دیتا ہے کیونکہ قرآن مجید کو اذکیاء (ذہین لوگ) ہی سمجھتے ہیں کیونکہ غبی تو غبی ہی ہے اور قرآن غبیوں کے لیے نہیں آیا یاں اغبیاء اذکیاء (اہل فہم) کے طفیل ہیں، مثلاً شہدا کے لیے فرمایا کہ "بل احیاء" بلکہ وہ زندہ ہیں، لیکن انبیاء علیہم السلام کی تصریح (تشریح) نہیں، اب اذکیاء نے تو مان لیا کہ وہ بطریق اولی زندہ ہیں۔ لیکن اغبیاء تاحال چکر میں ہیں کہ انبیا علیہم السلام کی حیات کی تصریح قرآن میں نہیں فلہذا ہم نہیں مانتے۔

احایث مبارکہ: "دلائل النبوۃ" میں ہے: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَمَّا اقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِيئَةَ، قَالَ: يَا رَبِّ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَا غَفَرْتَ لِي، فَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: يَا آدَمُ! وَكَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ أَخْلُقْهُ؟ قَالَ:

(38) البحر المديد في تفسير القرآن المجيد, سورة البقرة, تحت الآية 28, 92/1, الدكتور حسن عباس زكي القاهرة, الطبعة 1419ه.

لِأَنَّكَ يَا رَبِّ لَمَّا خَلَقْتَنِي بِيَدِكَ وَنَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُوحِكَ رَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ عَلَى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوبًا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ، فَعَلِمْتُ أَنَّكَ لَمْ تُضِفْ إِلَى اسْمِكَ إِلَّا أَحَبَّ الْخَلْقِ إِلَيْكَ، فَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: صَدَقْتَ يَا آدَمُ إِنَّهُ لَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ وَإِذْ سَأَلْتَنِي بِحَقِّهِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ، وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ[39] (دلائل النبوة للبيهقي،)

انتباہ: فقیر کی گُذارِشات (درخواستیں) نہ بھولئے عرض کیا تھا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے محدث نے فرمایا ہے جس کے متعلق مخالفین کو محدثین میں سے اُن پر بہت زیادہ اعتماد ہے۔ لیکن تجربہ کر لیجئے اب بھی کہیں گے ہم نہیں مانتے۔ ایک گزارش یہ بھی تھی کہ بعض اسنادات ضعیف ہوں تو کوئی حرج نہیں جب کہ وہ دوسری سند سے مل کر حدیث صحیح حسن لغیرہٖ بن جاتی ہے اور اس قسم کی روایات مجموعہ احادیث میں بکثرت ہیں جن پر مخالفین کا عمل ہے لیکن یہاں یہ قاعدہ سنا کر دیکھئے۔

یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی تو عرض کی کہ اے رب! میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے معاف فرمادے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم (علیہ السلام) تم نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کس طرح پہچانا جب کہ میں نے ابھی انہیں دنیا میں نہیں بھیجا، آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ اے رب جب تو نے مجھے اپنی قدرت سے پیدا کیا اور مجھے روح پھونکی تو میں نے سر اٹھایا کہ دیکھتا ہوں کہ عرشِ مجید کے ہر پائے پر ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' لکھا ہوا ہے اس سے میں نے جان لیا کہ تو نے مخلوق میں محبوب ترین شخصیت کا نام اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا ہے بے شک وہ مخلوق میں مجھے سب سے زیادہ محبوب جب تم نے ان کے وسیلے سے سوال کیا ہے تو میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے اگر وہ نہ ہوتے تو تمہیں پیدا نہ کرتا۔

(۲) ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''صَدَقْتَ يَا آدَمُ'' حدیث مذکورہ سے ثابت ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کی تشریف آوری سے بھی پہلے وسیلہ بنایا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل سے عرض کی اے میرے پروردگار صدقہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میری مغفرت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، إنه لأحب الخلق إلي ادعني بحقه فقد غفرت لك و لولا محمد ما خلقتك۔[40]

(رواه الحاكم والطبراني وابو نعيم وابن عساكر)

بعض لوگ اس روایت کو بھی حسب عادت ضعیف کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں یہ ان کی بد قسمتی ہے ورنہ جملہ محدثین کو اس روایت کی صحت پر اتفاق ہے جیسا کہ ہم نے سند میں محدثین کے اسماء گنائے ہیں۔

---

(39) دلائل النبوة للبيهقي, جماع أبواب وفود العرب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم, باب ما جاء في تحدث رسول الله صلى الله عليه وسلم بنعمة ربه عز وجل إلخ, 489/5, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى, 1405 ه.

(40) المستدرك على الصحيحين, كتاب تواريخ المتقدمين من الأنبياء والمرسلين إلخ, ومن كتاب آيات رسول الله صلى الله عليه وسلم التي هي دلائل النبوة, 672/2, رقم الحديث 4228, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى, 1411 1990.

تاريخ الدمشق لابن عساكر, حرف الألف, إدريس بن يزيد أبو سليمان النابلسي, 437/7, دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع, 1415 هـ 1995 م.

مقصود کائنات: اس سے جہاں حدیث لولاک اور وسیلہ کی توثیق ہوئی وہاں یہ بھی ثابت ہوا کہ کل کائنات کے مقصود بھی ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں چنانچہ حضرت امام ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

كان ﷺ هو المقصود من خلق آدم عليه السلام ومن ثم لم يكن سجود الملائكة إلا لنور محمد ﷺ۔[41]

یعنی خلق آدم سے مقصود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی تھے اس لیے یہ سجدہ حقیقت میں نورِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تھا۔

یہی حق ہے اور یہی محققین کا مذہب ہے حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: أن الملائكة أمروا بالسجود لآدم لأجل أن نور محمد عليه السلام في جبهة آدم.[42] (تفسیر الرازی، سورۃ البقرۃ)

یعنی سیدنا آدم علیہ السلام کے لیے ملائکہ کو سجدہ کا حکم ہوا کہ اُن کی پیشانی میں نورِ نبوی جلوہ گر تھا۔[43] (مواہب لدنیہ، ج۱، ص۳۸۰)

(۳) عن ابن عباس رضی الله عنهما، قال: أوحى الله إلى عيسى عليه السلام يا عيسى آمن بمحمد وأمر من أدركه من أمتك أن يؤمنوا به فلولا محمد ما خلقت آدم ولولا محمد ما خلقت الجنة ولا النار ولقد خلقت العرش على الماء فاضطرب فكتبت عليه لا إله إلا الله محمد رسول الله فسكن۔[44]

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب تواریخ المتقدمین من الأنبیاء والمرسلین)

رواه الحاكم وصححه وأقره السبكي في شفاء السقام والسراج البلقيني في فتاواه وكذا جزم بصحته العلامة ابن حجر في أفضل القرى مواهب لدنيه للامام احمد القسطلانی۔[45] (شارح البخاری، ص۸۳، ج۱)

یعنی اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی اے عیسیٰ علیہ السلام ایمان لا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور تیری امت سے جو لوگ آئندہ زمانہ پائیں انہیں حکم کر کہ اس پر ایمان لائیں کیونکہ اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے میں آدم کو پیدا نہ کرتا، نہ جنت، نہ دوزخ بناتا جب میں نے عرش کو پانی پر بنایا اس میں جنبش تھی میں نے اس پر لکھا "لا اله الا الله محمّد رسول الله)" لکھ دیا وہ ٹھہر گیا۔

اس جیسے اور مضامین فقیر کی کتاب "شہد سے میٹھا نام محمد ﷺ" میں پڑھیے۔

---

(41) جواهر البحار في فضائل النبي المختار, ومن جواهر الإمام ابن حجر, 110/2, دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

(42) مفاتيح الغيب, سورة البقرة, تحت الآية 253, 525/6, دار إحياء التراث العربي بيروت, الطبعة الثالثة, 1420 ه.

(43) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية, المقصد الرابع, الفصل الثاني فيما خصه الله تعالى به من المعجزات إلخ, 302/2, المكتبة التوفيقية. القاهرة مصر.

(44) المستدرك على الصحيحين, كتاب تواريخ المتقدمين من الأنبياء والمرسلين إلخ, ومن كتاب آيات رسول الله صلى الله عليه وسلم التي هي دلائل النبوة, 671/2, رقم الحديث 4227, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى, 1411 1990.

(45) شرح الزرقاني على المواهب اللدنية, 86/1, دار الكتب العلمية, الطبعة الأولى, 1417ھ1996م.

فتاوی رضویہ, رسالہ تجلی الیقین بأن نبینا سید المرسلین, 187/30, ناشر رضا فاونڈیشن, رجب 1426 ھ اگست 2005 ء.

فوائد:(۱) یہ حدیث ''روح البیان، ص ۱۹۴، ج ۷، دار قانی، ص ۳۴، ج ۱ و ص ۲۴۲، ج ۵، ص ۳۴، ج ۶'' میں ہے۔

(۲) حضرت مولانا انوار اللہ خلیفہ حاجی امداد اللہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا یہ حدیث مرفوع ہے اور روایات صحابی کی اپنی رائے نہیں ہو سکتی۔[46] (انوارِ احمدی)۔

(روح البیان، ص ۱۹۴، ج ۷)

(۳) امامِ اہلِ سنت مجدد دین وملت شیخ الاسلام حضور اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے فرمایا یعنی آدم وعالم سب تمہارے طفیل نہ ہوتے تو مطیع و عاص (فرمانبردار و نافرمان) کوئی نہ ہوتا جنت و نار کس کے لئے ہوتیں اور خود جنت و نار اجزائے عالم سے ہیں جن پر تمہارے وجود کا پرتو پڑا صلی اللہ علیہ وسلم[47]

مقصود	ذات	اوست	دگر	جملگی	طفیال
منظور	اوست	دیگر	جملگی	ظلام	

یعنی مقصود ذات وہی ہیں باقی تمام طفیلی، منظور آپ ہی ہیں باقی تمام تاریکی۔

(۴) سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی بھیجی کہ:

لقد خلقت الدنیا وأهلها لأعرفهم کرامتك ومنزلتك عندی ولولاك یا محمد ما خلقت الدنیا۔[48] (ابن عساکر)

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے دُنیا اور اہل دُنیا کو اس واسطے پیدا فرمایا کہ جو عزت و منزلت تمہاری میرے نزدیک ہے اُن پر ظاہر کروں اگر تم نہ ہوتے تو میں دُنیا کو پیدا نہ کرتا۔

(۵) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، أتانی جبریل علیه السلام فقال ان الله یقول لولاك ما خلقت الجنة ولولاك ما خلقت النار رواه الدیلمی۔[49] (زرقانی، صفحہ ۳۴، جلد و صفحہ ۴۴، جلد ۲)

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرائیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم نہ ہوتے میں جنت کو نہ بناتا اور اگر تم نہ ہوتے میں دوزخ کو پیدا نہ فرماتا۔

(۶) مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے جو کہ میں نے ایک روز آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ کس سے مخلوق فرمائے گئے فرمایا جب مجھ پر وحی نازل ہوئی میں نے عرض کی اے رب تو نے مجھے کس سے پیدا فرمایا ارشاد ہوا اپنے عزت و جلال کی قسم ''لولاك

---

(46) انوار احمدی، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ازلاً و ابداً ممدوح ہیں، صفحہ 29، ناشر النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، ستمبر 2012.

(47) فتاوی رضویہ، رسالہ تجلی الیقین بأن نبینا سید المرسلین، 189/30، ناشر رضا فاونڈیشن، رجب 1426ھ اگست 2005ء.

(48) تاریخ الدمشق لابن عساکر، السیرۃ النبویۃ، باب ذکر عروجه إلی السماء واجتماعه بجماعة من الأنبیاء، 518/3، دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع، 1415ھ 1995م.

(49) شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة، 86/1، دار الکتب العلمیة، الطبعة الأولی، 1417ھ 1996م.

ما خلقت أرضي ولا سمائي" اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی زمین و آسمان کو پیدا نہ فرماتا پھر میں نے یہی عرض کیا پھر خطاب ہوا" وعزتی وجلالی لولاك ماخلقت جنتی ولا ناري"[50] قسم ہے اپنے عزت و جلال کی اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی جنت و دوزخ نہ بناتا۔

(۷) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحت تفسیر آیہ کریمہ "وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا" (پارہ۲۰،سورۃ القصص،آیت۴۶) (**ترجمہ**:اور نہ تم طور کے کنارے تھے جب ہم نے ندا فرمائی۔) فرماتے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام کو جناب احدیت سے الواح عنایت ہوئیں آپ بہت خوش ہوئے اور جناب باری میں عرض کی: الٰہی تو نے مجھے ایسی کرامت کے ساتھ سرفراز فرمایا کہ مجھ سے پہلے کسی کو اس کے ساتھ مکرم نہ کیا۔ فرمان آیا اے موسیٰ (علیہ السلام) چونکہ ہم نے آپ کے قلب کو اپنے سب نبیوں سے زیادہ متواضع (عاجزی والا) پایا لہٰذا کلام و رسالت سے نرم فرمایا۔

فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ وَكُن مِّنَ الشَّاكِرِيْنَ (الاعراف:144) ومت علی التوحید وحب محمد۔

یعنی عرض کی خداوندا محمد کون ہے؟ جس کی محبت تیری توحید سے مقرون ہے۔

اِرشاد ہوا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہ ہے کہ جس کا نامِ نامی دو ہزار (۲۰۰۰) برس پہلے آسمان و زمین پیدا کرنے سے ساقِ عرش پر لکھا۔ اگر تو مجھ سے تقرب و نزدیکی حاصل کرنا چاہتا ہے تو اُن پر بکثرت درود بھیجا کر۔ موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کی الٰہی مجھے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے آگاہ کردے کہ وہ کون ہیں جن کے بجز تجھ سے نزدیکی ہو نہیں سکتی، خطاب آیا:

لولا محمد وامته لما خلقت الجنة ولا النار ولا الشمس ولا القمر ولا الليل ولا النهار ولا ملكا مُقَرَّباً

ولا نبيا مرسلاً ولا اياك۔

یعنی اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور اُن کی امت نہ ہوتی تو میں بہشت و دوزخ، چاند و سورج، رات و دن، ملائکہ، انبیاء کسی کو پیدا نہ کرتا اور نہ تجھے بناتا۔

(۸) سیدنا داؤد علیہ السلام نے ایک روز جنابِ باری تعالیٰ میں عرض کی الٰہی زبور پڑھتے وقت ایک نور ظاہر ہوتا ہے جس سے میرے دل کو چین، جان کو آرام حاصل ہوتا ہے اور میرا تمام عبادت خانہ اس سے روشن و منوّر ہو جاتا ہے اور محراب و در جنبش میں آتے ہیں۔ ارشاد ہوا یہ نور ہمارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے۔

لأجله خلقت الدنيا والاخرة وآدم وحواء والجنة والنار۔[51]

یعنی اسی کے باعث میں نے دُنیا اور آخرت، آدم و حوا اور جنت و دوزخ پیدا فرمائے۔

---

(50) نزهة المجالس ومنتخب النفائس, باب مناقب سيد الأولي ولآخرين سيدنا محمد صلي الله عليه وسلم وعلي آله واصحابه الطيبين الطاهرين إلي يوم الدين, ص74. دار الكتب العلمية, بيروت لبنان, 2013م

(51) سفر الشجرة الزكية, رقم الصفحة 62, دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

دنیا ومافیہا اور جملہ انبیاء والمرسلین وملائکہ مقربین وخلق اللہ اجمعین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے صدقے میں خلق فرمائے گئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے طفیل عالمِ ظہور میں لائے گئے۔

(۹)عن عمر قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لما أذنب آدم الذنب الذی أذنبه رفع رأسه إلی السمآء فقال أسألك بحق محمد إلا غفرت لي فأوحی اللّٰہ إلیه من محمد فقال تبارک اسمک لما خلقتنی رفعت رأسی إلی عرشك فاذا فیه مکتوبٌ لا إله إلا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ﷺ فعلمت أنه لیس أحدٌ أعظم عندك قدرا ممّن جعلت اسمه مع اسمك فأوحی اللّٰہ إلیه یا آدمُ إنه اخر النبیّین من ذریتك ولولاہ ما خلقتك۔[52]

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حضرت آدم علی نبینا علیہ السلام سے جب وہ گناہ صادر ہو گیا جس کی وجہ سے جنت سے دنیا میں بھیج دیئے گئے تو ہر وقت روتے تھے اور دعا واستغفار کرتے تھے ایک مرتبہ آسمان کی طرف منہ کیا اور عرض کیا یا اللہ (عزوجل) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے وسیلہ سے تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں وحی نازل ہوئی کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کون ہیں جن کے واسطے سے تم نے استغفار کی عرض کیا کہ جب آپ نے مجھے پیدا کیا تھا تو میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا تھا ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' تو میں سمجھ گیا تھا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اونچی ہستی کوئی نہیں ہے جن کا نام تم نے اپنے نام کے ساتھ رکھا وحی نازل ہوئی کہ وہ خاتم النبیین ہیں تمہاری اولاد میں سے ہیں لیکن وہ نہ ہوتے تو تم بھی پیدا نہ کئے جاتے۔

فائدہ: مولوی ذکریا سہارنپوری نے مذکو حدیث لکھ کر حدیث کی توثیق وتائید میں کہا کہ:

اخرجه الطبرانی فی الصغیر والحاکم وابو نعیم والبیهقی کلاهما فی الدلائل وابن عساکر فی الدرونی مجمع الذوائد رواه الطبرانی فی الاوسط والصغیر وفیه من لم اعرفهم قلت ویوید الاخر الحدیث المشهور لولاک لمّا خلقت الافلاک قال القاری فی الموضوعات الکبیر موضوع لکن معناه صحیح وفی النشرف معناه ثابت ویویئد الاول ما ورد فی غیر روایة من انه مکتوب علی العرش واورق الجنّه لااله الااللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ﷺ کما بسط طرقه السیوطی فی مناقب اللالی فی غیر موضع وبسط لا شواهد ایضًا فی تفسیره فی سورة الم نشرح۔[53] (فضائل ذکر ص۱۱، دیو بندی وہابی فرقہ کا تبلیغی نصاب، ص۵۸۵)

یعنی اس حدیث شریف کو امام طبرانی نے صغیر میں اور امام حاکم اور امام ابو نعیم اور امام بیہقی نے اپنی اپنی دلائل النبوۃ میں اور ابن عساکر نے اور مجمع الزوائد میں اور امام طبرانی صیغر کے علاوہ اوسط میں اور کہنا بعض راوی ان میں ایسے میں جنہیں میں نہیں جانتا۔ مصنف نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ یہ روایت دوسری حدیث ''لولاک لما خلقت الافلاک'' سے مؤیّد (تائید کی ہوئی، معاون) ہے حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (مجدد گیارہویں صدی اور مصنف مرقات شرح مشکوۃ ودیگر

(52) المعجم الصغیر للطبراني, باب المیم, من اسمه محمد, 182/2, رقم الحدیث 992, المکتب الإسلامي دار عمار بیروت عمان, الطبعة الأولی, 1405ھ /1985م.

(53) فضائل اعمال از زکریا کاندھلوی، فضائلِ ذکر (دوسرا باب)، فصل سوم: احادیث میں کلمہ طیبہ کی ترغیب وفضائل، ص575، مکتبۃ البشری، کراچی پاکستان، 1430ھ /2009م.

تصانیف کثیرہ) نے موضوعات کبیر میں لکھا کہ یہ روایت موضوع (سنداً لیکن معنی صحیح) ہے اور ''التشرف''[54] (تھانوی دیوبندی فرقہ کا حکیم و مجدد) میں ہے کہ اس کا معنی شرعاً ثابت ہے پہلی بات اس روایت سے مؤید ہے کہ عرشِ الٰہی اور جنت کے پتوں پر لکھا ہے ''لا اله الا الله محمد رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم''۔امام سیوطی مجدد مأۃ العاشر (دسویں صدی کے مجدد اور بے شمار مفید کتب اسلامیہ کے مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ''اللآلی المصنوعه'' کی کتاب مناقب میں اِس روایت کے کئی طرق (سندات) مع شواہد لکھے ہیں اور وہی طرق (اسنادات) سورۂ الم نشرح میں بغیر شواہد کے تحریر فرمائے ہیں۔

فرقۂ دیوبند سے: میرا تجربہ ہے کہ ضد بُری بلا ہے اگر واقعی آپ دیوبندی ہیں تو نبوت کے کمالات میں ضد نہ کریں تو تمہارا فائدہ ہے اِس روایت کی صحت (صحیح ہونا) اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمہارے مذہب کے دوستون (تھانوی و سہارنپوری) متفق ہیں اب بھی نہیں مانتے ہو تو تم جانو اور تمہاری بلا۔ میرا کام تھا دلائل پیش کرنا اس سے سُبک دوش (آزاد) ہو گیا۔

وسیلۂ آدم علیه السلام: مذکورہ روایت کی توثیق کے بعد لکھا کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام نے اس وقت کیا کیا دُعائیں کیں اور کس کس طرح سے گڑگڑائے اس بارے میں بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں اور ان میں کوئی تَعارُض (مخالفت) بھی نہیں جس پر مالک کی ناراضگی آقا کی خفگی (ناراضی) ہوئی ہو وہی جانتا ہے ان بے حقیقت آقاؤں کی ناراضگی کی وجہ سے نوکروں اور خادموں پر کیا کچھ گزر جاتا ہے اور وہاں تو مالک الملک' رزاقِ عالم اور مختصر یہ کہ خدا کا عتاب (قہر) تھا اور گزر کس پر رہی تھی اُس شخص پر جس کو فرشتوں سے سجدہ کرایا' اپنا مقرب بنایا' جو شخص جتنا ہی مقرب ہوتا ہے اُتنا ہی عتاب کا بھی اس پر اثر ہوتا ہے' بشرطیکہ کینہ نہ ہو اور وہ تو نبی تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اِس قدر روئے ہیں کہ تمام دُنیا کے آدمیوں کا رونا اگر جمع کیا جائے تو اُن کے برابر نہیں ہو سکتا۔ چالیس برس تک سر اُوپر نہیں اُٹھایا حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اگر حضرت آدم علیہ السلام کے رونے کا تمام دُنیا کے رونے سے مقابلہ کیا جائے تو اُن کا رونا بڑھ جائے ایک حدیث میں ہے کہ اگر ان کے آنسوؤں کو اُن کی تمام اولاد کے آنسوؤں سے وزن کیا جائے تو ان کے آنسو بڑھ جائیں گے۔ ایسی حالت میں کس کس طرح زاری فرمائی ہو گی ظاہر ہے۔

یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں　　واں ایک خامشی میری سب کے جواب میں

اس لیے جو روایات میں ذکر کیا گیا ان سب کے مجموعہ میں کوئی اشکال نہیں منجملہ اُن کے یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ اختیار فرمایا۔ دوسرا مضمون عرش پر ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' لکھا ہونا یہ اور بھی بہت سی مختلف روایتوں میں آیا ہے۔

حدیث: حضور (ہم کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اُویسی غفرلہ) ارشاد فرماتے ہیں میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اُس کی دونوں جانبوں میں تین سطریں سونے کے پانی سے لکھی ہوئی دیکھیں پہلی سطر میں ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' لکھا تھا دوسری میں ''ماقدمنا وجدنا وما اکلنا وبحنا وما

(54) التشرف بمعرفة احادیث التصوف از اشرف علی تھانوی.

خلفنا خسرنا'' لکھا تھا جو ہم نے آگے بھیج دیا یعنی صدقہ وغیرہ کر دیا وہ پالیا اور جو دنیا میں کمایا وہ نفع میں رہا اور جو کچھ چھوڑ آئے وہ نقصان رہا اور تیسری سطر میں تھا ''أُمة مذنبة وربٌّ غفورٌ'' امت گناہ گار اور مالک بخشنے والا۔

حکایت: ایک بزرگ کہتے ہیں میں ہندوستان کے ایک شہر میں پہنچا تو میں نے وہاں ایک درخت دیکھا جس کے پھل بادام کے مشابہ ہوتے ہیں اُس کے دو چھلکے ہوتے ہیں جب ان کو توڑا جاتا ہے تو ان کے اندر سے ایک سبز پتہ لپٹا ہوا نکلتا ہے جب اس کو کھولا جاتا ہے تو سرخی سے ''لا اله الا الله محمد رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم'' لکھا ہوا ملتا ہے اِس قصہ کو ابو یعقوب سے ذکر کیا انہوں نے فرمایا تعجب کی بات نہیں میں نے اس سے ایک مچھلی سُکا رکھی تھی اس کی ایک کان پر ''لا اله الا الله'' اور دوسری پر ''محمد رسول الله (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)'' لکھا ہوا تھا۔

(اس قسم کے بے شمار واقعات اور اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و برکات کا مجموعہ فقیر کی تصنیف ''شہد سے میٹھا نام محمد ﷺ'' کا مطالعہ کیجئے)۔

نوٹ: مذکورہ فوائد و سندات حدیث زکریا سہارنپوری نے نقل کئے ہیں اور اس کی سند اور روایت کے الفاظ صحیحہ دیکھنے ہوں تو ملاحظہ ہو۔

خصائص الکبری اللسیوطی ص۱۷ ج۱ ☆ الوفا باحوال المصطفی ص۳۳ ج۱ ☆ لا بن جوزی بیان المیلاد النبوی طبرانی شریف ص۸۲، ۸۳ ج۲ ☆ مستدرک ص۶۱۵ ج۲ ☆ ابن عساکر ص۳۸۷ ج۲ ☆ شواہد الحق للنبھانی ص۱۳۷ ☆ انوار الحق ص۱۰۹ از زرقانی شریف ص۶۲ ج۱ ☆ مواہب اللدنیا ص۱۲ ☆ تفسیر عزیزی ص۱۸۳ ☆ افضل الصلوٰت ص۱۱۷۔

(۱۰) حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر آیۃ شریف ''فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ'' (البقرۃ:37) کے تحت لکھتے ہیں کہ:

أخرج الطبراني في المعجم الصغير والحاكم وأبو نعيم والبيهقي في الدلائل وابن عساكر عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لما أذنب آدم بالذنب الذي أذنبه رفع رأسه إلى العرش فقال: أسألك بحق محمد إلا غفرت لي فأوحى الله إليه: ومن محمد فقال: لما خلقتني رفعت رأسي إلى عرشك فإذا فيه مكتوب لا إله إلا الله محمد رسول الله فعلمت أنه ليس أحد أعظم عندك قدرا ممن جعلت اسمه مع اسمك فأوحى الله إليه: يا آدم إنه آخر النبيين من ذريتك ولولا هو ما خلقتك در منثور۔[55]

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جب آدم علیہ السلام سے وہ گناہ صادر ہوا تو عرش کی طرف سر اٹھا کر دعا کی کہ الٰہی بحق محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے بخش دے ان پر وحی ہوئی کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کون عرض کی الٰہی جب پیدا کیا تو نے مجھ کو تو میں نے عرش کی طرف سر اٹھا کر دیکھا تو لکھا ہوا ہے ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' اس سے میں نے جانا کہ جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے اس سے زیادہ کسی شخص کا مرتبہ تیرے پاس نہ ہوگا وحی آئی کہا اے کہ آدم وہ نبیوں سے آخر ہوں گے تمہاری اولاد میں ''ولولا هو ما خلقتك'' یعنی اگر نہ ہوتے وہ تو نہ پیدا کرتا میں تم کو۔

---

(55) الدر المنثور في التفسير بالمأثور, سورة البقرة, تحت الآية 37, 142/1, دار الفكر بيروت.

فوائد: ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی کتاب "الوفا لفضائل المصطفیٰ ﷺ" میں اس حدیث کو روایت کیا ہے۔[56]

(۱۱) سیدنا علی کرم اللہ وجہ الکریم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرمایا:

من أجلك أسطح البطحاء وأموج الموج وأرفع السماء وأجعل الثواب والعقاب۔[57]

یعنی تیرے لیے بچھاتا ہوں زمین اور موجزن کرتا ہوں دریا اور بلند کرتا ہوں آسمان اور مقرر کرتا ہوں جزا و سزا۔

(ذکر الزرقانی شرح المواہب، ناقلا عن الامام ابن السبع والعلامہ العزفی۔ ا)

فائدہ: یہ نقل کر کے امامِ اہلسنت سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے لکھا کہ اِن سب روایات کا حاصل وہی ہے کہ تمام کائنات نے خلعت وجود سیّد الکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں پایا۔[58]

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو　　جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

(۱۲) روی أنه لما خرج آدم من الجنة رأى مكتوبا على ساق العرش وعلى كل موضع فى الجنة اسم محمد صلى الله عليه وسلم مقرونا باسم الله تعالى، فقال يا رب هذا محمد من هو؟ فقال الله: هذا ولدك الذى لولاه ما خلقتك. فقال: يا رب بحرمة هذا الولد ارحم هذا الوالد، فنودى: يا آدم، لو تشفعت إلينا بمحمد فى أهل السماوات والأرض لشفعناك۔[59]

یعنی جب آدم علیہ السلام جنت سے نکلے دیکھا کہ ساق عرش پر اور جنت میں ہر جگہ نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ لکھا ہوا ہے عرض کیا یارب محمد کون ہیں؟ ارشاد فرمایا "هذا ولدك لولا ه ماخلقتك" (مواہب لدنیہ) یعنی یہ تمہارے فرزند ہیں اگر وہ نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا عرض کیا یارب بحرمت اس فرزند کے اس والد پر رحم کر ندا آئی کہ اے آدم اگر تم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے وسیلہ سے کل زمین و آسمان والوں کے حق میں سفارش کرتے تو ہم قبول کرتے۔

سوال: یہاں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے سوال اٹھا کر جواب لکھا کہ سوال تو یہ تھا کہ پیدائش کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پورے طور پر مُتعارَف (مشہور) ہو چکے پھر اب سوال کا کیا معنی تو اس کے جواب میں لکھا کہ جب سے جنت سے باہر آنا اور خوفِ الٰہی کے عظیم پہاڑوں کا دل مبارک پر دفعۃً (فوراً)

---

(56) الوفاء لأحوال المصطفى لابن الجوزي، أبواب بداية نبينا ﷺ، الباب الأول في ذكر التنويه بذكر نبينا محمد ﷺ من زمن آدم عليه السلام، رقم الصفحة 26، دار الكتب العلمية بيروت.

(57) شرح الزرقاني على المواهب اللدنية، 86/1، دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى، 1417هـ1996م.

(58) فتاوى رضويه، رساله تجلى اليقين بأن نبينا سيد المرسلين، 195/30، ناشر رضا فاونڈيشن، رجب 1426ھ اگست 2005ء.

(59) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، تشريف الله تعالى له صلى الله عليه وسلم، 54/1، المكتبة التوفيقية، القاهرة مصر.

ٹوٹ پڑنا پھر اپنی لغزش کی یاد اور اس پر ندامت اور اللہ جل جلالہ سے حیا و خُجلَت آدم علیہ السلام پر اس وقت کے حالت تقریر و تحریر میں نہیں آسکتی ایسے حال میں اگر آدمی اگلی پچھلی بات سے ہَول (خوف) کرے تو اصلاً ہو جائے تعجب نہیں۔[60] (حاشیہ تجلی الیقین)۔

(۱۳) قال ابن عساکر عن سلمان قال هبط جبريل على النبي ﷺ فقال إن كنت اتخذت إبراهيم خليلا، فقد اتخذتك حبيبا، وما خلقت خلقا أكرم على منك، ولقد خلقت الدنيا وأهلها لأعرفهم كرامتك ومنزلتك عندي، ولولاك ما خلقت الدنيا۔[61] (مواہب الدنیا' جواہر البحار، ص۲۰۰، ج۲، مجموع الاربعین، ص۶۷، مطالعہ المسرات، ص۲۶۴)

یعنی حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ کا رب تعالیٰ فرماتا ہے اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو آپ کو اپنا حبیب بنایا اور کوئی چیز پیدا نہیں کی جو میرے نزدیک آپ سے زیادہ بزرگ ہو اور یقین فرمایئے کہ میں نے دنیا و مافیہا کو صرف اسی لیے پیدا فرمایا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شرافت و بزرگ اور مرتبہ معلوم ہو اگر آپ نہ ہوتے تو دُنیا کو پیدا نہ فرماتا۔ حدیث پاک سے جہاں یہ ثابت ہوا کہ آپ مقصودِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں وہاں یہ بھی واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیبِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چرچہ مطلوب (محبوب) ہے۔ اہلِ سنت کو مبارک ہو کہ یہ ڈیوٹی ان کے ذمہ لگادی ہے۔ بیٹھتے اٹھتے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہا' پھر تجھ کو کیا۔

(۱۴) امامِ اہلِ سنت عظیم البرکت شیخ الامۃ شاہ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "تجلی الیقین ص ۳۷" میں لکھتے ہیں کہ بعض روایات میں ہے کہ حق جل جلالہ اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرماتا ہے:

يا محمد أنت نور نوري وسر سري وكنوز هدايتي وخزائن معرفتي جعلت فداء لك ملكي من العرش إلى ما تحت الأرضين كلهم يطلبون رضائي وأنا أطلب رضاك يا محمد۔[62]

یعنی اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تُو میرے نور کا نور ہے اور میرے راز کا راز اور میری ہدایت کی کان اور تیری معرفت کے خزانے میں نے اپنا ملک عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب تجھ پر قربان کر دیا، عالم میں جو کوئی ہے سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۱۵) حضرت عبدالکریم الجیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک روایت نقل کی کہ:

ان الله تعالىٰ قال له في ليلته المعراج لولاك لما خلقت الأفلاك۔ (جواہر البحار، ص۲۳۱، ج۴)

یعنی بیشک اللہ نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شب معراج فرمایا کہ آپ نہ ہوتے تو میں افلاک پیدا نہ کرتا۔

---

(60) فتاوی رضویہ, رسالہ تجلی الیقین بأن نبینا سید المرسلین, 194/30, ناشر رضا فاونڈیشن, رجب 1426ھ اگست 2005ء.

(61) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية, تشريف الله تعالى له صلى الله عليه وسلم, 55/1, المكتبة التوفيقية, القاهرة مصر.

مطالع المسرات, رقم الصفحة 272, دار الكتب العلمية بيروت.

(62) فتاوی رضویہ, رسالہ تجلی الیقین بأن نبینا سید المرسلین, 197/30, ناشر رضا فاونڈیشن, رجب 1426ھ اگست 2005ء.

(۱۶)سیدنا مجدد الف ثانی حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز اپنے مکتوبات مبارکہ میں فرماتے ہیں: اللہ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا کہ لولاک لما خلقت الافلاک لولاک لما اظھرت الربوبیتہ۔(مکتوبات، ص۱۲۲، ج۲۳۳)

یعنی اے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اگر آپ کو پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا اگر آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ فرماتا۔

فائدہ: افعال الٰہیہ معلل بالعلل نہیں اِسی لیے وہابیہ کا خیال غلط ہے پھر اظہار الوہیت موقوف بہ ظہور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوا (معاذاللہ) ہمارے قاعدہ کو یاد رکھنا ضروری تاکہ مخالف دھوکہ نہ دے۔

(۱۷)علامہ برہانُ الدین حلبی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

ذكر صاحب كتاب شفاء الصدور في مختصره عن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم عن الله عز وجل أنه قال: يا محمد وعزتي وجلالي لولاك ما خلقت أرضي ولا سمائي، ولا رفعت هذه الخضراء، ولا بسطت هذه الغبراء۔[63] (انسان العیون، ص۳۵۷، ج۱)

یعنی صاحبِ ''شفاء الصدور'' نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ اللہ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم اگر آپ نہ ہوتے تو میں نہ زمین پیدا کرتا، نہ آسمان، نہ یہ نیلگوں (آسمان) چھت بلند کرتا اور نہ خاکی فرش بناتا۔

(۱۸)علامہ فاسی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وفي حديث عمر بن خطاب رضي الله تعالىٰ عنه عند البيهقي في دلائله والحاكم وصحيحه وقول الله تبارك وتعالىٰ لآدم عليه السلام لولا محمد ماخلقتك وروي في حديث آخر لولاه ماخلقتك ولا خلقت سماء ولا أرضا۔[64] (مطالع المسرات، ص۲۶۴)

یعنی بیہقی اور حاکم نے حدیث عمر میں ذکر کیا اور اس کو صحیح قرار دیا اور وہ اللہ عزوجل کا حضرت آدم علیہ السلام سے یہ فرمان ہے کہ اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا اور ایک دوسری حدیث میں ہے اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں نہ تم کو پیدا کرتا اور نہ ہی آسمان وزمین کو پیدا کرتا۔

(۱۹)حدیث شریف میں ہے جسے ''امام قسطلانی مواہب الدنیہ ومحمدیہ ص۹، ج وزرقانی، ۴۴ج مدارج ص۳، ج۲، انوار محمدیہ میں رسالہ میلاد وامام علامہ ابن طربک'' سے ناقل مروی ہوا کہ آدم علیہ السلام نے سر اُٹھایا پردۂ عرش میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور نظر آیا عرض کی الٰہی یہ کیسا نور ہے فرمایا:

---

(63)إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون, باب ما جاء من أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أحبار اليهود إلخ, 317/1, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الثانية, 1427ھ.

(64)مطالع المسرات, رقم الصفحة 272, دار الكتب العلمية بيروت.

هذا نور نبي من ذريتك اسمه في السماء أحمد، وفي الأرض محمد، لولاه ما خلقتك ولا خلقت سماء ولا أرضا[65]

یعنی یہ نور ایک نبی کا ہے، تیری اولاد سے، اُس کا نام آسمان میں احمد ہے اور زمین میں محمد، اگر وہ نہ ہوتے میں نہ تجھے بناتا نہ آسمان و زمین کو پیدا کرتا۔

مجدد مأۃ رابع عشر امامِ اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب فرمایا:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو　　جان ہیں وہ جہاں کی جان ہے تو جہاں ہے

(۲۰) علامہ عبدالرحمان صفوری شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

عن علي رضي الله عنه قلت يا رسول الله مما خلقت قال لما أوحى إلى ربي ما أوحى قلت يا رب مما خلقتني قال وعزتي وجلالي لولاك ما خلقت أرضي ولا سمائي[66]　　(نزہۃ المجالس، جلد ۲، صفحہ ۱۱۹)

یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کس لئے پیدا کئے گئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ نے میری طرف وحی کی تو میں نے پوچھا: تو نے مجھے کس لئے پیدا فرمایا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم تمہیں پیدا نہ کرتا تو نہ آسمان ہوتے نہ زمین۔

سوال: لولاک..... الخ والی حدیث نحوی ترکیب کے لحاظ سے بھی صحیح نہیں۔

جواب: ترکیب نحوی (لولا) کے بعد ضمیر متصل یا منفصل (الگ) ہوتی ہے جمہور کہتے ہیں کہ یہ لولا جارہ ہے اور کسی کے متعلق نہیں ہوتا اور مجرور بنا برابتدا محلاً مرفوع ہوتا ہے اور اس کی خبر محذوف (ظاہر نہیں) ہوتی ہے، یہ اُس وقت ہے جب ضمیر متصل ہو جیسے "لولاك، لولای، لولاہ" وغیرہ اگر اس کے بعد اسم ظاہر ہو یا ضمیر منفصل تو پھر اس کا مابعد مرفوع مبتدا اور خبر محذوف ہو گی جیسے "لولا انتم" وغیرہ وغیرہ، چنانچہ ابن ہشام "انصاری مغنی اللبب، ص ۲۱۶، ج ۱" میں لکھتے ہیں:

إذا ولي لولا مضمر فحقه أن يكون ضمير رفع نحو {لولا أنتم لكنا مؤمنين} وسمع قليلا لولاي ولولاك ولولاه خلافا للمبرد ثم قال سيبويه والجمهور هي جارة للضمير مختصة به كما اختصت حتى والكاف بالظاهر ولا تتعلق لولا بشيء وموضع المجرور بها رفع بالابتداء والخبر محذوف[67] لولا کے بعد ضمیر لائی جائے تو وہ ضمیر مرفوع ہونی چاہئے، جیسے "لولا أنتم..... الخ" اور

(65) المواهب اللدنية مع شرح الزرقاني, 85/1, 86, دار الكتب العلمية, الطبعة الأولى, 1417هـ1996م.
مدارج النبوت, باب اول در ذکر نسب شریف و حمل و ولادت و رضاع آنحضرت ﷺ, 3/2, منشی نول کشور لکھنؤ, 1904.
(66) نزهة المجالس ومنتخب النفائس, باب مولد المصطفى وحبيب الله المجتبى, 74/2, المطبعه الكاستلية مصر, 1283ه.
(67) مغني اللبيب عن كتب الأعاريب, 360/1, 361, دار الفكر دمشق, الطبعة السادسة, 1985.

قلیلاً سنا گیا ہے "لولای"، "لولاك"، "لولاہ" بر خلاف مبرد کے اور سیبویہ نے کہا اور جمہور کہتے ہیں کہ "لولا" جار صح اور ضمیر کے ساتھ خاص ہے جیسے حتی اور کاف کہ اسم ظاہر سے خاص ہیں اور "لولا" کسی کے متعلق نہیں ہوتا اور اس کا مجرور بالا بتداء محلا مرفوع ہوتا ہے۔

سوال: نحویوں کے قلیلاً سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ غیر فصیح ہے، فلہذا "لولاک" والی حدیث قلیل الاستعمال کے قلیل سے ہوئی اور وہ افصح العرب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شان کے لائق نہیں۔

جواب: یہ کہاں کا قانون ہے کہ جو شے قلیل الاستعمال ہو وہ صحیح نہیں ہوتی۔ بڑے فصحاء نے اپنے اشعار وغیرہ میں اسے استعمال فرمایا ہے اگر یہ غیر فصیح ہوتا تو کبھی اسے استعمال نہ کرتے چند نمونے حاضر ہیں:

(۱) متنبی جو عرب کا مشہور اور مستند شاعر ہے لکھتا ہے:

إلى ذي شيمة شغفت فؤادي فلولاه لقلت بها النسيبا۔[68] (دیوان متبی، ص ۷۲)

(۲) "قصیدہ بردہ شریف" جس کے مصنف کو خود حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زیارت سے مشرف فرما کر انعام واکرام سے نوازا لکھتے ہیں:

لولاہ لم تخرج الدنیا من العدم۔[69]

یعنی اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے تو دُنیا عدم سے وجود میں نہ آتی۔

باب دوم: اقوالِ علماء ومشائخ

(۱) رئیس المفسرین علامہ محمود آلوسی بغدادی فرماتے ہیں:

والتعين الأول المشار إليه بقوله ﷺ أول ما خلق الله نور نبيك يا جابر و بواسطته حصلت الإفاضةُ كما يشير إليه لولاك ما خلقت الأفلاك۔[70] (روح المعانی، جلد ۱، صفحہ ۵۱)

یعنی اور تعین اوّل کی طرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول "أوّل ما خلق الله نوري" میں اشارہ ہے اور اسی کے واسطہ سے خلق کو فیضان ہوا اور اس کی طرف "لولاك ما خلقت الأفلاك" میں اشارہ ہے۔

تعارف تفسیر روح المعانی: اہل سنت کے علاوہ تمام مکاتب فکر میں یکساں مقبول ہے اور علامہ محمود آلوسی کو متاخرین مفسرین میں سب سے اونچا مقام حاصل ہے۔ اُن کی علمی ثقاہت (قابل اعتبار ہونا) سب کے نزدیک مستند حیثیت رکھتی ہے اور حدیث پر جرح (analysis to know fact) و قدح

---

(68) ديوان المتنبي مع شرحه للواحدي , 148/1 , المكتبة الشاملة.

(69) قصيدة البردة مع شرحها عصيدة الشهدة , رقم الصفحة 117 , مكتبة المدينة كراتشي باكستان , الطبعة الأولى , 1434ھ 2013م.

(70) روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني , سورة الفاتحة , 54/1 , دار الكتب العلمية بيروت , الطبعة الأولى , 1415ھ.

(arguments) کرنے میں اُن کی نظریں جوزی سے کم نہیں ہیں چنانچہ بعض ایسی احادیث جن کا عامۃ(مشہور)الفقہاءاور بعض محدثین نے اعتبار کیا ہے، مثلاً منع ذکر جہر(اونچی آواز سے ذکر) کے بارے میں اثرابن مسعوداور حدیث ''تلك الغرا نيق العلا''اُن کی اسناد پر علامہ آلوسی نے مُحَقِّقَانَہ جِرح(مناظرہ) کرنے کے بعد انہیں رد کر دیا ہے۔پس ایسے محقق اور ناقد حدیث کا''لولاك لما خلقت الأفلاك'' سے اِستِشہاد(دلیل) کرنا اس حدیث کی صحت پر نہایت قوی اور عادل شہادت ہے۔

(۲)حضرت مجدد قدس سرہٗ کا علمی مقام مسلم ہے، جنہیں مخالفین بھی اپنے زُعمِ فَاسد(خود پسندی) پر اپنا مؤید سمجھتے ہیں اور ہمارے تو امام ہیں ہی اگر مخالفین کو ہٹ دھرمی آڑے نہ آئے اور نہ ہی تعصب کو منظر رکھیں تو صرف اور صرف مجدد قدس سرہ ''مکتوبات شریف'' کے حوالہ جات بھی کافی ہیں۔بحمدہٖ تعالیٰ سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوبات شریف میں متعدد مقامات پر حدیث صحیح نقل فرمائی ہے۔چنانچہ ملاحظہ ہو:

(۱)اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا:

لولاک لما خلقت الا فلاک، لولاک لما اظهرت الربوبيته۔

یعنی اے حبیب(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! اگر آپ کو پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا، اگر آپ کا پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ فرماتا۔(مکتوبات ص،۱۲۲،ج۳،ص۲۲۳)۔

(۲) هر حديث قدسی لولاک خلقت الا فلاک را که درشان ختم الرسل واقع است عليهم الصلوٰة والتسليمات .....الخ۔

یعنی حدیث قدسی ''لولاک لما خلقت الا فلاک''جو حضور ختم المرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں آئی ہے اس کا بھید(راز) بھی اس جگہ معلوم کرنا چاہئے۔

(۳)پھر اس حدیث کو سیدنا مجدد قدس سرہٗ نے مکتوبات کے ''دفتر سوم حصہ نہم ص۱۸۶''میں نقل کیا ہے۔

تعارف مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ: حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات شریف کے متعلق وہابیہ کے ترجمان ''ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث''میں ہے کہ توحید وسنت کی ترغیب اور شرک وبدعت کی تردید اور اعمال شرکیہ اور بدعتیہ کی جس عمدگی سے نشاندہی فرمائی ہے' یہ انہی کا حصہ ہے اور ایمان اور اعتقاد کی سلامتی کے لیے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور علمائے سلف کے تعامل کا سنہری اصول پیش فرمایا ہے' یہ ہر قسم کے اِلحَاد(کفر) اور گمراہی کی شناخت کے لیے راہنما بھی ہے اور اس سے بچنے کے لیے تِریاق(زہر کا اثر دور کرنے والی دوا) بھی ہے۔(ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث ص۱۳ نومبر ۱۹۵۹ء) ہفت روزہ الاعتصام(جس کے سرپرست داؤد غزنوی تھے) میں ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات میں علوم ومعارف اور حقائق واسرار کے خزانے پنہاں(پوشیدہ) ہیں (ہفت روزہ الاعتصام ص۳جون ۱۹۵۹ء)مولوی اسماعیل صاحب آف گوجرانوالہ لکھتے ہیں کہ مکتوبات علم وحکمت کا اتنا مقدس ذخیرہ ہے جس کی نظیر متاخرین کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔(تعلیمات مجددیہ، صفحہ ۱۴)۔

(۴)مولانا عبدالحئی لکھتے ہیں:

قلت نظير أول ما خلق الله نوري من عدم ثبوته لفظًا وورودہ معنًی ما اشتهر على لسان القصاص والعوام والخواص من حديث لولاك لما خلقت الأفلاك.....الخ۔[71] (الآثار المرفوعة،صفحه ۳۵)۔

یعنی میں کہتا ہوں کہ "أول ما خلق الله نوري" جس طرح معنی ثابت ہے اور عوام و خواص کی زبان پر مشہور ہے یعنی "لولاك لما خلقت الأفلاك" دیلمی نے "فردوس" میں[72]، احمد قسطلانی نے "المواہب الدنیہ" میں[73]، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے "مدارج النبوۃ" میں[74] اور کثیر محدثین اور اجلہ علماء اسلام نے اپنی اپنی تصانیف میں اِس حدیث کو متعدد الفاظ سے ذکر کیا ہے اور اِس پر اعتماد کیا ہے اور اِس سے مسائل مستنفیط کئے ہیں۔

فائدہ: اس سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ محدثین اور علماء اسلام کے نزدیک حدیث لولاک صحیح اور ثابت ہے اور یہ متعدد الفاظ سے مروی ہے۔

(۵)(شیخ ابوالمواہب شاذلی قدس سرہٗ) آپ کا ایک قول علامہ نبھانی "افضل الصلوات ص۱۱۸" میں نقل فرماتے ہیں:

يا سيدنا يا رسول الله أنت المقصود من الوجود.....الخ۔[75]

یعنی یاسیدی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ ہی تو مقصودِ کائنات ہیں۔

فائدہ: یہی "لولاک.....الخ" کا مقصود ہے۔ کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا اور دوسرا فائدہ ہے کہ اتنا بڑا کامل ولی اور عالم صاحب تصانیف حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعد از وصال صدیوں بعد یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حرف سے پکار رہا ہے جسے ہمارے دور کے معتزلہ شرک کے فتویٰ کے سوا اور کوئی اس کا نام نہیں لیتے۔

ازالہ وھم: ممکن ہے کوئی سمجھے کہ یہ شاذلی کوئی مولوی ہوں گے، اُن کے متعلق امام شعرانی قدس سرہٗ سے سنیے (جس نے دستارِ فضیلت اور سند حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاصل کی فیض الباری انور کشمیری) شعرانی قدس سرہٗ نے طبقاتِ کبریٰ میں لکھا کہ شاذلی بہت بڑے زِیرک (عقلمند) نیکوکار علمائے راسخین اور ابرار میں سے تھے۔ آپ نے عمدہ تصانیف لکھیں۔[76] یاد رہے کہ امام شعرانی قدس سرہٗ کی شخصیت وہابی، دیوبندی ہر دونوں کے مسلمہ بزرگ ہیں اور ہم اہلسنت کے تو پیشوا ہیں ہی، لیکن ضد بڑی بلا ہے، اللہ تعالیٰ اس بڑے مرض سے ہم سب کو بچائے آمین۔

---

(71)الآثار المرفوعة في الاخبار الموضوعة, ذكر بعض القصص المشهورة, 43/1, 44, مكتبة الشرق الجديد بغداد.

(72)الفردوس بمأثور الخطاب, باب الياء, 227/5, رقم الحديث 8031, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى, 1406ھ 1986م.

(73)المواهب اللدنية بالمنح المحمدية, تشريف الله تعالى له صلى الله عليه وسلم, 46/1, 47, المكتبة التوفيقية, القاهرة مصر.

(74)مدارج النبوت, باب اول در ذكر نسب شريف و حمل و ولادت و رضاع آنحضرت ﷺ, 2/2, منشى نول كشور لكهنؤ, 1904.

(75)أفضل الصلوات على سيد السادات, الصلاة السادسة والأربعون, رقم الصفحة 66, دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

(76)الطبقات الكبرى للشعراني, 60/2, مكتبة محمد المليجي الكتبي وأخيه مصر, 1315ھ.

(۶)''روح البیان پارہ نمبر ۱۸'' تحت آیت ''تَبٰرَكَ الَّذِیۡۤ اِنۡ شَآءَ جَعَلَ لَكَ'' لکھتے ہیں کہ آپ کے خطاب کی عظمت کا اندازہ حدیث قدسی:

لولاك يا محمد ماخلقت الكائنات۔ (كذافي برهان القرآن)[77]

یعنی اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تم نہ ہوتے تو میں کائنات کو نہ بناتا۔

(۷)''روح البیان، ص ۱۵۲، ج ۷'' تحت آیت ''اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ'' (پارہ ۱۸، سورہ النور، آیت ۳۵) اور فرمایا کہ اس سے صرف افلاک مراد نہیں بلکہ جملہ عالم مراد ہیں اور صرف انکاذ کر اُن کی عظمت کی وجہ سے ہے اس کی نظیر ''اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ'' ہے اِس لیے کہ اللہ تعالیٰ تو جملہ عالم کا نور ہے پھر اُن کا نام صرف اِسی لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین مخلوق ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیگر عالمیں تو ہیں اور مخلوق صرف انہیں کو محسوس کرتی ہے اِسی لیے اس کا نام لے کر جملہ اظہار مطلوب ہوتا ہے۔ تو ان کا نام لیا جاتا ہے۔[78] ''كماقال الله تعالىٰ في مقام آخر وَ جَنَّةٍ عَرۡضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الۡاَرۡضُ قال الله وَسِعَ كُرۡسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ'' یہی تقریر حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کلی میں بیان کی جائے جب کے حدیث شریف میں فرمایا کہ ''فعلمت ما في السموت و ما في الأرض''[79] چنانچہ اس کی تائید دوسری روایت ''فتجلى لي كل شيء''[80] سے ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ ''كل شيء'' کا اطلاق ماسوی اللہ پر ہوتا ہے۔

(۸) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد ماجد حضرت شاہ عبد الرحیم محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

پس ظہور جميع اسماء متقابله چون هادی ومضل ومعطی مانع معزومذل وباسط وقابض ورافع خافض واسماء غير متقابله وجميع حقائق مختلفه وجميع افراد متعدده از اعلی او ادنی و نفيس وخسيس از عرش تا به فرش و ملائكه علوی وجنه سفلی بمه ناشی از ان حقيقت محمدی است و قول رسولِ مقبول عليه السلام اوّل ماخلق الله نوری وقول لولاک لما خلقت الا فلاک و نغمه لولاک لما اظهرت الربوبيه۔[81] ''انفاسِ رحیمیہ، ص ۱۳''

پس تمام اسماء جو کہ اسماء مُتقابِلہ میں سے ہیں کا ظہور ہونا جس طرح ہادی، مُضِلّ، مُعطی، مانع معز، مذل، باسط، قابض، رافع حائض اور اسماء غیر متضابلہ اور تمام حقائق مختلفہ اور تمام افراد متعدد اعلیٰ ادنیٰ نفیس اور حسین عرش سے فرش تک اور ملائکہ علوی اور سفلی جنات تمام اس حقیقت محمدی سے ہی پیدا ہوئے ہیں اور رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھی فرمان ہے ''اول ماخلق اللّٰه نوری و خلق اللّٰه ماخلق اللّٰه نوری'' سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور

---

(77) روح البيان, سورة الفرقان, تحت الآية 10, 192/6, دار الفكر بيروت.

(78) روح البيان, سورة النور, تحت الآية 35, 159/6, دار الفكر بيروت.

(79) سنن الترمذي, أبواب تفسير القرآن, باب ومن سورة ص, 366/5, رقم الحديث 3233, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر, الطبعة الثانية, 1395 هـ 1975 م.

(80) سنن الترمذي, أبواب تفسير القرآن, باب ومن سورة ص, 368/5, رقم الحديث 3235, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر, الطبعة الثانية, 1395 هـ 1975 م.

(81) انفاسِ رحيميه مكتوبات شاه عبد الرحيم, ص12, در مطبع مدرسه عزيزی, دهلی

کو پیدا فرمایا اور پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے جو پیدا کیا میرے نور سے اور فرمان الٰہی ہے کہ ''لولاک لما خلقت الافلاک'' اگر آپ نہ ہوتے تو میں کائنات کو بھی پیدا نہ فرماتا اور ان کی تعریف میں ہی ہے کہ ''لولاک لما اظھرت الربوبیتہ'' آپ اگر نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کا اظہار نہ فرماتا۔

اب اس شخصیت کا عقیدہ پیش کیا جاتا ہے جو دیوبندیوں اور بعض وہابیوں کی بھی متفقہ ہے۔

مخالفین کے گھر سے

(1) مولوی ذوالفقار علی دیوبندی نے لکھا:

وقولہ لولاہ اقتباس من حدیث لولاک لما خلقت الافلاک ولولاک لما اظھرت الربوبیۃ۔[82]

''عطر الوردہ، شرح قصیدہ بردہ، ص ۱۷، ص ۲۵''

ترجمہ: بوصیری کا قول ''لولاہ'' حدیث ''لولاک لما خلقت الافلاک'' کا اقتباس ہے۔

نوٹ: یاد رہے کہ یہ ذوالفقار علی صاحب معمولی نہیں بلکہ علمائے دیوبند کے شیخ الہند کے والد صاحب ہیں اور علمائے دیوبند کے نزدیک بہت بڑے محقق اور شیخ وقت ہیں۔

(۲) انہی نے لکھا کہ آپ ہی باعث ایجاد خلق ہیں کہ:

اول ماخلق اللہ نوری وقال اللہ تعالیٰ مخاطبا لآدم علیہ السلام لولاہ ماخلقتک وورد ایضا لولاک لما خلقت الافلاک۔[83] (عطر الوردہ، ص ۲۴، دیوبند)۔

(۳) انہی مولوی ذوالفقار علی صاحب نے ایک دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ اگر وہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے تو دُنیا خود عدم سے وجود کی طرف نہ آتی اور موجود نہ ہوتی خلاصہ یہ ہے کہ خود دُنیا کا وجود ان رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل سے ہے۔[84]

ہے انہی کے دم قدم سے باغِ عالم میں بہار　　گر وہ نہ ہوں عالم نہ ہو، گر وہ نہ تھے عالم نہ تھا

قاری طیب نے اپنی کتاب ''آفتاب نبوت، ص ۱۲۴، ۱۲۵'' میں لکھا ہے اگر آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) دُنیا میں تشریف نہ لاتے تو نہ صرف یہی کہ آپ نہ پہچانے جاتے بلکہ عالم کی کوئی چیز بھی اپنی غرض وغایت (اصل مقصود) کے لحاظ سے نہ پہچانی جاتی۔

---

(82) عطر الوردہ فی شرح البردہ از ذوالفقار علی دیوبندی، الفصل الثالث فی مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، تحت وکل ای اتی الرسل الکرام بھا، حاشیہ 1، ص 29، میر محمد کتب خانہ، آرام باغ، کراچی

(83) عطر الوردہ فی شرح البردہ از ذوالفقار علی دیوبندی، الفصل الثالث فی مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، تحت لولاہ لم تخرج الدنیا من العدم، حاشیہ 1، ص 22، میر محمد کتب خانہ، آرام باغ، کراچی

(84) عطر الوردہ فی شرح البردہ از ذوالفقار علی دیوبندی، الفصل الثالث فی مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، تحت وکل ای اتی الرسل الکرام بھا، حاشیہ 1، ص 29، میر محمد کتب خانہ، آرام باغ، کراچی

(۴) دیوبندیوں کے مجدد اور اُن کے بیماروں کے حکیم مولوی اشرف علی تھانوی "نشر طیب، ص ۱۰" نے ایک روایت نقل کی ہے کہ

"حاکم" نے اپنی صحیح میں روایات کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ ہوتے میں تم کو پیدا نہ کرتا۔[85]

(۵) اِسی حکیم تھانوی صاحب نے اپنی مشہور کتاب " التکشف عن مهمات التصوف " میں صرف اور صرف اسی حدیث شریف کے بارے میں لکھا معناہ ثابت

(۵) حسین احمد مدنی نے لکھا

غرض کہ حقیقتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ واسطہ جملہ کمالات عالم و عالمیان ہے یہی معنیٰ "لولاک لما خلقت الافلاک اور اول ما خلق اللہ نوری اور انا نبی الانبیا" وغیرہ کے ہیں۔[86] (الشہاب الثاقب، ص ۴۷، مطبوعہ دیوبند)

غیر مقلدین کے اکابر

(۱) مولوی وحید الزمان کے والد جی نے اپنی کتاب "مکتب نامہ" میں لکھا کہ

خدا کے ہیں پیارے محمد نبی ہوئے انکی خاطر سے پیدا سب ہی[87] (حیات وحید الزمان، ص ۱۲)

سوال: کسی بیوقوف نے یہاں تک بھی کہہ دیا کہ "افلاک" تو قرآن وحدیث میں ہے ہی نہیں۔

جواب: اگرچہ مجھے اس سوال کے جواب لکھنے کی ضرورت نہ تھی لیکن ہمارے کالج اور یونیورسٹیوں میں پروفیسر ہی اس قسم کے مقرر ہیں، جن کے ہاں ڈگریاں تو ملک بھر کی ہیں، لیکن "مثلهم كمثل الحمار" کے عین مطابق ہیں کیونکہ ہمیں سوال لکھتے بھی شرم آتی ہے اس لیے کہ قرآن مجید میں اس کا ذکر آیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ" اور حدیث شریف میں ہے:

---

(85) نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم از اشرف علی تھانوی، فصل نمبر 2: سابقین میں نبی اکرم ﷺ کی تعلیم کے فضائل ظاہر ہونے کا بیان، ص 17، مشتاق بک کارنر، الکریم مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

(86) الشہاب الثاقب المسترق الکاذب از حسین احمد مدنی، ص 47، سید احمد مالک کُتب خانہ اعزازیہ، دیوبند

(87) حیاتِ وحید الزمان، باب اول حسب و نسب، تعلیم و تربیت، ص 12، نور محمد اصح المطابع وکارخانہ تجارتِ کتب، آرام باغ، کراچی

''فی حدیث ابن مسعود ترکت فرسک کأنه یدور فی فلك''[88] (النهایه فی غریب الحدیث والا ثر، ص۲۱۵ ومجمع بحار الانوار، ص۹۵ ج۳)۔

جواب ۲: سابقہ روایات و نقول میں لفظ ''افلاک'' کے بجائے سماء روایات صحیحہ میں موجود ہے اور اِسے ماہرین علم حدیث اور مستند علمائے اِسلام اور معتبر محدثین تو موجود ہیں تو مخالفین صرف اِتنا کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ حدیث کے الفاظ نہیں ہم کہیں گے کہ معنوی الفاظ سے حدیث صحیح ہے لیکن جس غریب کا ایمان ہی صحیح نہ ہو تو پھر حدیث صحیح کو کیسے صحیح مان سکتا ہے۔

آخری گزارش: یاد رہے کہ مخالفین کی عادت ہے کہ سَطحی (اوپری) طور سوال پیدا کر دیتے ہیں حالانکہ اُن کے سوال کا جواب اِسی سوال کے بعد موجود ہوتا ہے' نامعلوم دیدہ دانستہ کیوں اس سے چشم پوشی کرتے ہیں یا تو تعصب انہیں حقیقت بینی سے محروم رکھتا ہے یا ان کی بد قسمتی ہے ورنہ ذیل کے قوانین وہ خود پڑھتے پڑھاتے ہیں۔

(۱) علم حدیث کا قاعدہ ہے کہ جو لفظ کے لحاظ سے حدیث موضوع یا ضعیف ہو پھر اس کے الفاظ کے معانی پر یا مضامین کی دیگر احادیث اور آیاتِ قرآنیہ تائید کریں تو وہ حدیث صحیح معنی ہو جاتی ہیں۔

(۱) ملا علی قاری فرماتے ہیں:

لولاك لما خلقت الأفلاك قال الصغاني إنه موضوع كذا في الخلاصة لكن معناه صحيح فقد روى الديلمي عن ابن عباس رضي الله عنهما مرفوعا أتاني جبريل فقال يا محمد لولاك ما خلقت الجنة ولولاك ما خلقت النار وفي رواية ابن عساكر لولاك ما خلقت الدنيا۔[89] (موضوعات کبیر، ص۵۹)۔

صنعانی نے کہا کہ ''لولاک لما خلقت الا فلاک'' موضوع ہے لیکن اس کا معنی صحیح ہے کیونکہ دیلمی نے ابن عباس سے مرفوعا روایت کیا ہے۔ میرے پاس جبرائیل (علیہ السلام) آئے اور کہا اگر آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں نہ جنت پیدا کرتا، نہ نار پیدا کرتا اور ابن عساکر کی روایت میں ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو میں دُنیا پیدا نہ کرتا۔

(۳) یہی ملا علی قاری ''موضوعات کبیر ۲۷، ۲۸'' میں لکھتے ہیں: هذا الحديث صحيح معنى وان لم نظر تخريجه بهذا اللفظ۔

یعنی یہ حدیث معناً صحیح ہے اگرچہ اس کے الفاظ کی تخریج میری نظر سے نہیں گزری۔

---

(88) النهاية في غريب الحديث والأثر, باب الفاء مع اللام, فلك, 472/3, المكتبة العلمية بيروت, 1399هـ 1979م.

(89) الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة, 295/1, رقم الحديث 385, دار الأمانة / مؤسسة الرسالة بيروت.

قاعدہ: یہ بھی علم الحدیث کا قاعدہ ہے کہ کسی محدث کے سامنے کوئی حدیث نہ آئے تو بھی اس حدیث کا انکار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ محدث اپنے مطالعہ کی کمی کا اقرار کر رہا ہے نہ کہ حدیث کا اس کے بے شمار نظائر کتب احادیث میں ہیں بلکہ خود صحابی بھی ایسی بات کہہ دے تو بھی حدیث کا انکار نہیں کیا جاسکے گا، کتب احادیث اس قاعدہ سے پُر ہیں جیسے نماز اشراق کا بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو۔۔۔۔۔[90]

اسلاف اہلسنت: چودہ سو سال سے ''اسلاف صالحین'' حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے عقیدہ ''لولاک'' مختلف عنوان سے ذکر کرتے چلے آئے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

(۱) امام الائمہ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ''قصیدہ نعمانیہ'' میں ارشاد فرمایا:

أنت الذي لولاك ماخلق امرؤ　　كلا ولا خلق الورى لولاكا۔[91]

یعنی آپ کی وہ مقدس ذات ہے کہ آپ اگر نہ ہوتے تو ہرگز کوئی آدمی پیدا نہ ہوتا نہ کوئی مخلوق پیدا ہوتی۔

(۲) محدث ابن جوزی کے تلمیذ رشید شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ورا عِزِّ لولاک تمکین بس است　　ثنای تو "طه" و "یس" بس است[92]　　(بوستان)

چودھویں صدی کے مجدد مولانا اعلیٰ حضرت احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

ہوتے کہاں خلیل و بِنا کعبہ و منیٰ　　لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے　　(حدائق بخشش، حصہ اول: ۳۹)

اکابرین فضلائے دیوبند: چند نمونے ان اکابر دیوبند کے بھی ملاحظہ ہوں جن پر دیوبندی فرقہ کو ناز و اعتماد ہے مولوی ذوالفقار علی دیوبندی، محمود الحسن دیوبندی کے والد نے '' عطر الوردہ فی شرح البردہ '' میں کہا ہے۔

محمد ﷺ کی جلوہ نمائی نہ ہوتی　　تو دارین میں روشنائی نہ ہوتی

(۲) حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

نہ ہوتا اگر احمد کا نور　　نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور[93]　　(جہاد اکبر، ۳)

(۳) علامہ اقبال نے کہا:

چشم ہستی صفت دیدہ اعمی ہوتی ہے　　دیدہ کن میں اگر نور نہ ہوتا تیرا[94]　　(باقیاتِ اقبال)

(۴) حضرت عارف جامی قدس سرہٗ نے کہا:

رفعت از و مبنر افلاک را　　رونق از و خطبه لولاک را

---

(90) صحيح البخاري، كتاب الجمعة، باب من لم يصل الضحى ورآه واسعا، 58/2، رقم الحديث 1177، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، 1422ه.

(91) جلال الحق في كشف أحوال شرار الخلق، رقم الصفحة 30، الناشر السيد أحمد خليفة.

(92) سعدی، بوستان، در نیایش خداوند، بخش 2 - فی نعت سید المرسلین علیه الصلوة و السلام.

(93) جہادِ اکبر از حاجی امداد الله مهاجر مکی، نعت: بحق محمد شہ دو سرا، ص 3، مکتبہ قیومی، کانپور، 1925ء

(94) سواطع الالهام، تقدمه، ص 57، ناشر مکتبہ نادیہ، طبع اول 1347ھ 1955ء

(۵)مولوی عطاءاللہ شاہ بخاری دیوبندیوں کا مایہ ناز خطیب اپنے مجموعہ کلام "سواطع الالہام" میں کہتا ہے:

لولاک ذرہ زجہاں محمد است — سبحان من یراہ چہ شانِ محمد است

سیپارہ کلام الٰہی خدا گواہ — ان ہم عبارتے ززبان محمد است

نازو بنام پاک محمد کلام پاک — نازم بآن کلام کہ جان محمد است

توحید را کہ نقطہ' پرکاردین باست — دانی کہ نکتہ زیبان محمد است [95]

(دیوان سواطع الالہام)

(۶)دیوبندیوں کے وکیل مسٹر ظفر علی(ایڈیٹر زمیندار) نے کہا:

گرارض وسما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو — یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

(۷)دیوبندی حضرات کے مولانا حسین احمد مدنی لکھتے ہیں ہمارے حضرات اکابر کے اقوال عقائد کو ملاحظہ فرمایئے۔ یہ جملہ حضرات ذات حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہمیشہ سے ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الٰہیہ ومیزاب رحمت غیر متناہیہ (جس کی انتہا نہ ہو) اعتقاد کئے بیٹھے ہیں۔ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ازل سے اب تک جو رحمتیں عالم پر ہوئیں اور ہونگی عام ہے کہ وہ نعمت جُود (بخشش) کی ہو یا اور قسم کی ان سب میں آپ کی ذات پاک اسی طرح واقع ہوئی ہے جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہو اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں غرض کہ حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ والسلام واسطہ جملہ کمالات عالم وعالمیان ہے یہی معنی "لولاك لما خلقت الأفلاك" اور "أول ماخلق الله نوري" اور "أنا نبي الأنبياء" وغیرہ کے ہیں۔[96] (الشہاب الثاقب.ص۵۰)

فائدہ: ثابت ہوا کہ سارے عالم میں آج تک اور ہمیشہ تک جو کچھ کسی کو ملا اور ملے گا وہ سب کچھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ اور واسطہ سے ملا اور ملے گا۔اسی لیے سارا عالم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محتاج ہے۔اسی لیے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے لکھا ہے کہ

لاوَرَبِّ العَرش جس کو جو ملا اُن سے ملا — بٹتی ہے کونین میں نعمت رسولُ اللہ کی

وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا — ہے خلیل اللہ کو حاجت رسولُ اللہ کی

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ "لولاك لما خلقت الأفلاك" اور "أول ماخلق الله نوري" یہ دونوں حدیثیں بالکل صحیح ہیں۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا: ماہنامہ دارالعلوم دیوبند کے "شمارہ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ" میں لکھا:

"حدیث قدسی میں ہے اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم (آدم علیہ السلام) کو بھی پیدا نہ کرتا"۔

فائدہ: ثابت ہوا کہ ساری کائنات ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں پیدا ہوئی ہے اگر آپ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا اور اگر اب بھی آپ نہ ہوں تو کچھ بھی نہ رہے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو — جان ہیں وہ جہاں کی جان ہے تو جہاں ہے

---

(95)باقیات اقبال, صفحہ 33, ناشر شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور.

(96)الشہاب الثاقب, ص 47, ناشر کتب خانہ اعزازیہ دیوبند.

عقلی دلیل: ہم سب کا عقیدہ ہے صرف اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے اس کی ابتداء نہ انتہا نیز عقل سلیم یہ بھی ماننے پر مجبور ہے کہ ایسی ذات پر انتہا ہونی چاہئے جس کو خلاقِ عالم نے سب سے پہلے پیدا کیا ہو اور عالم ایجاد میں سب سے اول اسی پر فیضان فرمایا ہو اس وقت تمام مخلوقات سارے موجودات معدُوم (غائب) ہوں اور صرف وہی ایک ذات لباس وجود سے مُتَّصَف (تعریف کیا گیا) ہو کر مخلوق اول کہلانے کی مستحق ہو اسلام نے اسی مخلوق اول کا نام نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا۔ اسی بنا پر اصحاب سیر نے اِسی نور پاک کو حقیقۃ الحقائق، جنس عالی، رب العالم، اصل مخلوقات، مبدائے موجودات کے مختلف الفاظ میں بیان کیا ہے۔[97] (مواہب لدنیہ زرقانی)۔

اور یہی بات حق بھی ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو ''رحمة للعلمین'' کا لقب عطا فرمایا ہے کہ عالمین (ماسوی اللہ) کے ذرہ ذرہ کی آپ رحمت ہیں۔ قاعدہ ہے رحمت محتاج الیہ (وہ چیز جس کا کوئی خواہاں ہو) اور جسے رحمت کی ضرورت ہے وہ محتاج ہے اور ظاہر ہے کہ محتاج الیہ کا وجود محتاج سے پہلے ہو اسی لیے آپ کا عرش و قلم وغیرہ سب سے پہلے ہونا ضروری ٹھہرا، ورنہ ''رحمۃ للعلمین'' کا مفہوم غلط ٹھہرا، اسی عقیدہ مذکورہ کے ساتھ دوسرا عقیدہ بھی ملاحظہ کیجئے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کو جملہ عالمین کی تخلیق سے کوئی حاجت نہیں وہ ہر ضرورت اور ہر حاجت سے مبرّا (پاک وصاف) ہے کوئی شے ہو تو اللہ ہے نہ بھی ہو تو بھی وہ اللہ ہے نہ اُسے کسی کی عبادت کی ضرورت ہے نہ کسی کے ذکر و فکر کی اسی لیے جملہ عالم کی تخلیق کسی اور غَرَض وغایَت (اصل مقصود) پر مبنی ہو اور وہ غرض وغایت مخلوق میں سے کسی کا انتخاب کرنا پڑیگا ہمارا انتخاب تو ہو چکا وہ یہی ہے کہ

ہے انہیں کے دم قدم سے، باغِ عالم میں بہار　　یہ نہ تھے عالم نہ تھا، گر یہ نہیں عالم نہیں

هذا آخر ما رقمه قلم

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

ربه القوی بالنبی الامی صلی اللّٰه علیه وآله وسلم

بہاول پور پاکستان

۲۴، ذوالحجہ، ۱۴۱۱ھ

☆.....☆.....☆

(97) شرح الزرقاني على المواهب اللدنية, 54/1, دار الكتب العلمية, الطبعة الأولى, 1417هـ1996م.